رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

بخدمت جناب میر محمد اسحاق صاحب ناظر ضیافت
محلہ دارالانوار - قادیان

فاروق قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

شرح چندہ
مستورات - معاونین - عام - طلباء - ششماہی
انڈیا سے باہر

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۱ جنوری ۱۹۳۸ء | نمبر ۳

دارالامان کی خبریں

(۱) ہفتہ زیر اشاعت میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کو نزلہ سے گلے میں تکلیف اور حرارت بھی رہی۔ مگر ۱۹ جنوری سے طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔ احباب حضور کی کامل صحت کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

(۲) حضرت ام المومنین کی طبیعت بھی پہلے سے روبصحت ہے۔

(۳) حضرت نواب محمد علیخاں صاحب قبلہ معہ متعلقین بخیریت ہیں۔

(۴) مکرمی مفتی محمد صادق صاحب سلمہ اللہ کو پیشاب کی تکلیف درد کے ساتھ ہوتی ہے دوست مفتی صاحب قبلہ نیز محترم حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی جو عرصہ سے بعارضہ فالج علیل ہیں۔ کی صحت کے لئے دعائیں کر کے ثواب حاصل کریں۔

(۵) میرے کرمفرما سلسلہ کے مخلص دوست میاں غلام محمد صاحب اختر سٹاف وارڈن ریلوے لاہور اپنے اہل وعیال کی علالت کی وجہ سے عرصہ سے پریشان ہیں۔ اب ان کا بڑا لڑکا میاں عبد الحمید بیمار ہے۔ احباب ان سب کی صحت کے لئے دعا کریں۔ کہ خدا ان کی تکلیفات کو اور اختر صاحب کی پریشانی کو اپنے فضل سے دور کرے۔ آمین۔

ناظر صاحب بیت المال کی طرف سے مرکزی چندہ کے متعلق اعلان

اس سے پہلے بیت المال کی طرف سے مختلف طریق پر بار بار اعلان ہو چکا ہے۔ اور صدر انجمن کے قواعد میں سے یہ ایک قاعدہ ہے۔ کہ مرکزی چندوں کا روپیہ اپنے طور پر روکنے یا خرچ کرنے کا کسی جماعت یا فرد کو اختیار نہیں۔ مگر باوجود اسکے پھر بھی بعض دوستوں نے مرکزی روپیہ کو دوسرے مصرف میں لانے کے لئے روک لیا۔ جسکی رپورٹ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے کے حضور پہنچی۔ تو حضور نے حسب ذیل امور قاعدہ کے رنگ میں اپنی قلم سے تحریر فرمائے۔

"کسی جماعت کو مرکزی چندہ خرچ کرنا بلا منظوری کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ کام کر کے بعد میں منظوری لینا نہ صرف خلاف قانون ہے۔ بلکہ خلاف عقل بھی کیونکہ نظام اس طرح درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اگر اس قسم کی اجازت کسی جماعت کو دی جائے۔ تو یقیناً یہ مرض دوسری جماعتوں میں پھیل جائیگا اور مرکزی کاموں کو سخت نقصان پہنچے گا۔ پس اخبارات کے ذریعہ اعلان کر دیا جائے۔ کہ کسی جماعت کو مرکزی چندہ خرچ کرنے کی خواہ امید منظوری کیوں نہ ہو۔ اجازت نہیں۔ اور اگر کوئی انجمن آئندہ ایسا کریگی۔ تو اس کے عہدہ داروں کو الگ کیا جائیگا اور اس انجمن کو جب تک وہ اپنی غلطی کی اصلاح نہ کرے تسلیم نہ کیا جائے گا"

کلمات طیبات

حرمت سود

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ:۔

ہمارے نزدیک سودی روپیہ لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ مومن وہ ہوتے ہیں۔ جو اپنے ایمان پر قائم ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کا خود متولی اور متکفل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے۔ اسقدر مومن دنیا میں گذرے ہیں۔ وہ کبھی ایسی مشکلات میں مبتلا نہیں ہوئے۔ بلکہ یرزقہ من حیث لا یحتسب۔ اللہ تعالیٰ ہر ضیق سے ان کو نجات دیتا ہے۔ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایک نمونہ پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ آپ جب کسی سے کچھ روپیہ قرض لیتے۔ تو اس کے ساتھ کچھ اور بھی دیدیتے اس طریق پر کہ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان پر عمل ہو جاوے۔ اور یہ جو زائد دیدیتے۔ وہ بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ اصل سے دو چند سہ چند ہوتا ایسی صورتیں جائز ہیں کہ اگر کسی اپنے دوست سے روپیہ لے اور کوئی شرط اس کے ساتھ نہ ہو۔ تو صلہ مواسات کے طور پر کچھ بڑھا کر دیدے۔

لیکن جیسے آجکل عام طور پر مروج ہے۔ کہ پہلے سود کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ یہ جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔ الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۳ء

سلسلہ کی خبریں

ناظر صاحب امور عامہ کی طرف سے ایک نہایت اشد ضروری اعلان

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اس سے قبل نہایت صاف اور واضح الفاظ میں اعلان فرما چکے ہیں۔ کہ: "اگر کسی احمدی کے متعلق یہ ثابت ہوا کہ وہ فساد کرتا اور اس میں شامل ہوتا ہے۔ تو اسے جماعت سے خارج کر دیا جائے گا"۔ نیز حضور نے فرمایا تھا۔ کہ "دوستوں کو پھر ہدایت کر دینی چاہتا ہوں۔ کہ وہ اپنے نفسوں کو پوری طرح قابو میں رکھیں۔ اور انتہائی اشتعال کے وقت بھی اپنے جذبات کو دبائے رکھیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے بعض ایسے راستے کھلے رکھے ہیں۔ کہ وہ قانون کے اندر رہتے ہوئے بھی اپنے حقوق کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ صرف زیادہ محنت اور زیادہ قربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جو شخص زیادہ قربانی سے دریغ کر کے اپنے نفس سے مجبور ہو جاتا ہے۔ وہ سلسلہ کے لئے نیک نامی کا موجب نہیں ہو سکتا۔

غرض سب دوستوں کو آگاہ رہنا چاہیئے۔ کہ وہ فساد سے بچتے رہیں۔ اور اگر دل میں غصہ پیدا ہو۔ تو استغفار کریں۔ دعا کریں۔ اور تبلیغ کے لئے ادھر ادھر چلے جائیں۔ اور خود کبھی کسی پر حملہ نہ کریں۔ خواہ وہ کتنا ہی اشتعال دلائے۔ اور اگر کوئی ان پر حملہ کرے۔ تو بھی ان کو پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ بغیر مجبوری کے دفاع بھی نہ کریں۔ بلکہ اس جگہ سے ہٹ جائیں۔ اور ظالم کو خود اس کے ظلم کا شکار ہونے دیں"۔

چونکہ ایسے اعلان کا بار بار کیا جانا ضروری ہے۔ اس لئے دوبارہ شائع کیا جاتا ہے۔ نیز اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ نظارت امور عامہ کو یہ اختیار دیا گیا ہے۔ کہ اگر کسی شخص کی نسبت یہ امر ثابت ہو۔ کہ اس نے کسی قانون شکنی کا ارادہ کیا ہے۔ خواہ اسکو عمل میں بھی نہ لایا ہو۔ اسے فوراً حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور اسکا معاملہ پیش کئے بغیر جماعت سے خارج کر دیا جائیگا۔ اس لئے نظارت امور عامہ صاف الفاظ میں اعلان کرتی ہے۔ کہ ایسے معاملہ میں پوری سختی سے عمل کیا جائیگا۔

ناظر امور عامہ

مطالبہ وقف رخصت یا ایام فرصت

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ مورخہ ۱۵ر نومبر ۱۹۳۷ء میں فرماتے ہیں:۔

"یہ تحریک ابتداءً تین سال کے لئے تھی۔ اور یہ تین سال تجربہ کے تھے۔ اور اس کے شروع میں ہی میں نے کہدیا تھا۔ کہ یہ نہ سمجھو۔ کہ یہ ختم ہو جائیگی۔ بلکہ تین سال کے بعد یہ اس سے بھی زیادہ تعہد کے ساتھ جاری ہوگی۔...... پس میں نے جو تحریک کی تھی۔ ہر شخص کو چاہیئے۔ کہ دیکھے۔ اس پر عمل کرنے سے مجھے فائدہ ہوا ہے۔ یا نقصان...... پس جن کو فائدہ ہوا ہے۔ وہ پہلے سے زیادہ عمل کرنے کیلئے تیار ہو جائیں۔ اور جس نے عمل ہی نہیں کیا۔ وہ اپنی اصلاح کرے"۔

حضور کے اس ارشاد کی روشنی میں دوست "مطالبہ وقف رخصت" پر غور فرمائیں۔ کہ کیا اس مطالبہ کے ماتحت تبلیغی خدمت سرانجام دینے کی وجہ سے ان کو فائدہ ہوا ہے یا نقصان۔ یقیناً وہ اس بات کے تسلیم کرنے کیلئے مجبور ہوں گے۔ کہ فائدہ ہوا ہے اپنی اصلاح کا موقعہ ملا۔ دعاؤں کی توفیق ملی۔ دوسرے علاقہ کے حالات کا علم ہوا۔ تعلقات میں وسعت ہوئی۔ ہمدردی کے جذبہ نے عمومی صورت اختیار کی۔ حضرت اقدس کی خوشنودی حاصل ہوئی۔ جس جگہ مخالفت ہوئی۔ وہاں اللہ تعالےٰ کی قدرتوں کے کرشمے ملاحظہ کئے۔ غرضکہ بہت سے فوائد حاصل ہوئے۔

جب یہ تحریک اسقدر فوائد بخش ہے۔ تو کون ہے۔ جو آئندہ اس میں بڑے تعہد سے شامل نہ ہو۔ اور اپنے اوقات جس قدر کہ وہ پیش کر سکتا ہے پیش نہ کرے۔ معلوم ہوتا ہے۔ احباب کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے۔ کہ غالباً یہ تحریک صرف تین سال کے لئے تھی۔ لیکن حضور کے بیان کی رو سے واضح ہے۔ کہ یہ تبلیغی تحریک آئندہ کے لئے بھی ہے۔ کیونکہ مومن کا قدم پیچھے نہیں۔ بلکہ ہمیشہ آگے ہی بڑھتا ہے۔ حضور نے مزید براں اخراجات کے ضمن میں تبلیغی مراکز کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ جن کو جاری رکھا گیا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"ان کے علاوہ کچھ مشن ہندوستان میں بھی تحریک جدید کے ماتحت قائم ہیں۔ مثلاً ویرووال ضلع امرتسر میں یا مکیریاں ضلع ہوشیارپور میں ایک مشن کراچی میں ہے۔ ان میں بعض لوگ برائے نام گزارہ پر کام کرتے ہیں۔ اور باقی جماعت کے دوست مہینہ مہینہ یا بیس بیس یا دس دس دن جا کر کام کرتے ہیں"۔

چونکہ کسی خاص موسم میں مجاہدین کی کمی بھی ایسے علاقوں میں تبلیغ کے نتائج پر یقیناً اثر انداز ہوتی ہے۔ اسی لئے احباب جہاں تک ممکن ہو سکے بہت جلد اپنی رخصت یا فرصت کے ایام اس خدمت کے لئے پیش کریں۔ اور کوشش کریں۔ کہ موسم سرما میں ان کے لئے یہ موقعہ میسر آ سکے۔ نیز اس امر سے بھی مطلع فرمائیں۔ کہ عرصہ گذشتہ میں انہوں نے کس سنٹر میں اور کتنے عرصہ کے لئے کام کیا۔ تاکہ ان کے مقام تبلیغ کی تعیین میں آسانی ہو۔

(انچارج تحریک جدید)

اعلان نظارت تعلیم و تربیت

ناظر صاحب تعلیم و تربیت بیرونی انجمنہائے احمدیہ کے سکرٹریانِ تعلیم و تربیت کو اطلاع دیتے ہیں۔ کہ نظارت تعلیم و تربیت کے زیر انتظام جلسہ سالانہ کے موقعہ پر سکرٹریانِ تعلیم و تربیت کا جلسہ کیا گیا تھا۔ اس میں علاوہ دوسری کارروائی کے رپورٹ فارم اور لائحۂ عمل بھی تقسیم کئے گئے تھے مگر بعض جماعتوں کے سکرٹریان جلسہ میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ اس وجہ سے وہ رپورٹ فارم اور لائحۂ عمل بھی واپسی پر ساتھ نہ لے جا سکے۔ مہربانی فرما کر وہ حسب ضرورت رپورٹ فارم اور لائحۂ عمل منگوالیں۔ اور تمام سکرٹریاں شروع سال ہی سے نہایت مستعدی اور محنت سے کام کریں۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

شریعت کے مطابق لڑکیوں کو ترکہ سے حصہ دو

ناظر صاحب تعلیم و تربیت احباب جماعت کو توجہ دلاتے ہیں:۔ کہ

سیدنا امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۳۷ء کے موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منصب بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ کہ خدا کے کلام میں آپ کا منصب بیان کیا گیا ہے۔ کہ "یقیم الشریعۃ و یحیي الدین"۔ (تذکرہ صفحہ ۳۵۱) یعنی مسیح موعود شریعت کو قائم کرے گا۔ اور دین کو زندہ کرے گا۔ گویا دین اسلام کے احکام اور اسکی تعلیم کو مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت۔ زندہ اور قائم کرے گی۔ حضور نے مذکورہ وحی کو پیش کر کے احباب جماعت کو تلقین کی۔ اور عہد لیا۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متابعت میں اپنی زندگیوں کو شریعت کے مطابق بنائیں گے۔ بالخصوص لڑکیوں کو ترکہ سے حصہ دینے کا حکم جسے عام مسلمانوں نے پس پشت ڈالا ہوا ہے۔ کی تعمیل میں کوتاہی نہ برتیں گے۔ نظارت ہذا بذریعہ اس نوٹ کے احباب جماعت کو ان کا عہد یاد دلاتی ہے۔ اور سکرٹریانِ تعلیم و تربیت کا فرض قرار دیتی ہے۔ کہ وہ اس امر کی خاص طور پر نگہداشت کریں۔ اور اگر ان کے حلقہ میں کوئی ایسا کیس ہو۔ تو فوراً مرکز میں رپورٹ کریں۔

قابل توجہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ناظر صاحب تالیف و تصنیف قادیان ذیل کی اطلاع شائع کرتے ہیں۔ کہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے نومبر ۳۷ء اور اس کے بعد جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جماعت کے احباب کو ایک خاص امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واقعات اور حالات کو جلد ہی قلمبند کر لیا جائے۔ حضور کے اس ارشاد کے پیش نظر اخبار میں کئی بار اس کے متعلق اعلان کیا گیا ہے۔ جس پر بعض صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کے واقعات اور حالات تحریر کر کے ارسال کئے ہیں۔ مگر ابھی بہت سے صحابہ نے اسکی طرف توجہ نہیں کی۔ پس احباب اس اہم کام کی طرف جلد اور فوری توجہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ ناظر تالیف و تصنیف

صحابی کی تعریف:۔ نظارت ہذا کی طرف سے صحابی کی تعریف حسب ذیل تعیین کی گئی ہے۔ "ہر وہ شخص جس نے احمدی ہونے کی حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا یا آپ کے کلام کو سنا ہے۔ اور اسے آپ کا دیکھنا یا آپ کے کلام کا سننا یاد ہے"۔

ایک محتسب کی ضرورت

نظارت امور عامہ میں محتسب کی اسامی خالی ہے۔ جس کے لئے قابل امیدواروں کی درخواستیں جلد تر مطلوب ہیں۔ قانون دان اصحاب کو ترجیح دیجائیگی۔ تنخواہ حسب قابلیت ہوگی۔ خواہشمند احباب اپنی درخواستیں جن میں قابلیت و تجربہ وغیرہ کا ذکر ہو۔ مع اسناد متعلقہ پریذیڈنٹ یا امیر جماعت متعلقہ کی تصدیق کے فوراً نظارت ہذا میں ارسال فرمائیں۔ درخواست میں اس امر کا ذکر بھی ہونا چاہیئے۔ کہ امیدوار کم از کم کیا تنخواہ منظور کریگا۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

فاروق کی خریداری آپکا قومی فرض ہے

(مینیجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ر جنوری سنہ ۱۹۳۸ء | نمبر ۳

تحریک جدید کا مالی مطالبہ

اور

سالانہ جلسہ پر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی

امسال سنہ ۳۷ء کے سالانہ جلسہ پر حضور خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی تقریر میں تحریک جدید کے مالی مطالبہ کے متعلق جو زبردست ارشاد فرمایا تھا۔ اسکو پھر احباب کی اطلاع اور یاددہانی کیلئے آج شائع کیا جاتا ہے۔ کہ دوست بہت جلد اسکی تعمیل کر کے ثواب عظیم حاصل کریں۔ کیونکہ وعدے پیش کرنے کا وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ اس لئے اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہنے والے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے فوری طور پر وعدوں کا فارم پُر کر کے حضور کی خدمت میں پیش کردیں۔ حضور نے فرمایا کہ:۔

قربانیوں کا سلسلہ موت تک ہے

ایک بات میں تحریک جدید کے متعلق کہنا چاہتا ہوں۔ اب تحریک جدید کا دوسرا دور شروع ہے۔ اور میں اس تحریک کے ابتداء سے ہی دوستوں سے کہتا چلا آیا ہوں۔ کہ کوئی قربانی مذہبی سلسلوں میں ایسی نہیں ہوسکتی۔ جس کے متعلق یہ کہا جائے۔ کہ وہ فلاں وقت رک جائیگی مومن کی قربانی اسکی موت تک چلتی ہے۔ اس عرصہ میں قربانیوں کی شکل بے شک بدل سکتی ہے۔ مگر قربانیوں کا سلسلہ بند نہیں ہوسکتا۔ تم اس کا نام تحریک جدید نہ سہی کوئی اور نام رکھ لو۔ مگر بہرحال ہمیں کبھی جانی۔ کبھی مالی اور کبھی وقتی قربانیاں ہمیشہ کرنی پڑیں گی۔ پس یہ امر جماعت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ قربانیوں کا سلسلہ موت تک ہے۔ اس عرصہ میں شکلیں بدل سکتی ہیں۔ مگر یہ مطالبہ نہیں بدل سکتا۔ کیونکہ قربانی کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم روٹی نہ کھائیں۔ اور پھر بھی زندہ رہیں۔ یا کیا یہ ممکن ہے۔ ہم دو مہینے روٹی کھاتے رہیں۔ اور دو مہینے کھانا کھانا بند کردیں۔ اور فاقہ کرنے لگیں ہم جب بھی فاقہ کریں گے۔ اور کھانا کھانے کا سلسلہ بند کردیں گے۔ جو پہلے کھانا کھایا ہوا ہوگا۔ وہ ضائع ہو جائیگا۔ اور ہم کمزور ہونے شروع ہو جائیں گے۔ اس کے مقابلہ میں جتنا زیادہ اعلیٰ کھانا کھائیں گے۔ اتنی ہی زیادہ طاقت ہمارے اندر پیدا ہوگی۔ سعدی اس امر کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے۔ ؎

تنور شکم دمبدم تافتن
مصیبت بود روز نایافتن

مومن کی غذا قربانی ہے

جب دنیا میں انسان بغیر غذا کے نہیں جی سکتا تو کس طرح ممکن ہے کہ روحانی لحاظ سے وہ بغیر غذا کے جی سکے۔ اور روحانی دنیا میں ایک مومن کی جو غذا ہے۔ وہ قربانی ہے۔ ہماری نمازیں ہماری روحانی غذا ہیں۔ ہمارے روزے ہماری روحانی غذا ہیں۔ ہمارے حج ہماری روحانی غذا ہیں۔ ہماری زکوٰتیں ہماری روحانی غذا ہیں۔ ہماری تبلیغیں ہماری روحانی غذا ہیں۔ اور جب بھی یہ روحانی غذا کم ہو۔ ساتھ ہی ضعف کے آثار پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ضعف کے بعد موت واقعہ ہو جاتی ہے۔ پس اچھی طرح سمجھ لو۔ کہ قربانیاں جماعت کے لئے لازمی ہیں اور ہمیشہ کے لئے ہیں۔

چندوں کی فہرستیں بھجوانے میں جماعتوں کی سستی

میں نے تحریک جدید کے مقاصد کو خاص طور پر مدنظر رکھتے ہوئے اس کے مالی مطالبہ کا اعلان کردیا ہے۔ مگر مجھے افسوس ہے۔ کہ اس دفعہ جماعتوں نے چندوں کی فہرستیں بھجوانے میں بہت سستی سے کام لیا ہے۔ چھ سو جماعت میں سے اس وقت تک صرف پچاس جماعتوں کی فہرستیں پہنچی ہیں۔ اور ساڑھے پانچ سو جماعتیں ایسی رہتی ہیں۔ جنہوں نے ابھی تک اپنی فہرستیں نہیں بھجوائیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ جن پچاس جماعتوں نے فہرستیں بھیجی ہیں۔ انہوں نے اپنے عمل سے ثابت کردیا ہے۔ کہ جماعت اپنے اخلاص میں بہت بڑھی ہوئی ہے۔ چنانچہ میں نے اس دفعہ کہا تھا۔ کہ دوستوں کو اجازت ہے کہ اگر وہ چاہیں۔ تو اتنا ہی چندہ دیں جتنا انہوں نے پہلے سال دیا تھا۔ مگر میں نے دیکھا ہے۔ کہ اکثروں نے نمایاں اضافہ کے ساتھ اپنے وعدے پیش کئے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض نے ساٹھ فی صدی تک اضافہ کیا ہے۔ اور بعضوں نے اتنا چندہ دیا ہے۔ جتنا انہوں نے تیسرے سال دیا تھا۔ پس گو ان جماعتوں نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے وہ اخلاص اور محبت میں بہت بڑھی ہوئی ہیں۔ مگر بقیہ جماعتوں نے سستی دکھائی ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض جماعتیں کہتی ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے چندہ کی فہرستیں بھیجدی ہیں۔ مگر مجھے اب تک ان کی فہرستیں نہیں پہنچی۔ حالانکہ اس دفعہ میں نے خاص طور پر ایسا انتظام کیا ہوا تھا۔ کہ ان دنوں جو خطوط آئیں۔ ان میں سے ایک بھی بغیر پڑھے کے نہیں رہا۔ چونکہ دوست بعض دفعہ فہرست بھیجنے کا ارادہ تو کرتے ہیں۔ مگر پھر بھول جاتے ہیں۔ اس لئے میں انہیں بتادینا چاہتا ہوں۔ کہ ان کی طرف سے مجھے کوئی فہرست نہیں ملی۔

نسیان کا امکان

کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ دوست لکھ دیتے ہیں۔ ہم نے آپ کو فہرست بھیجدی ہے۔ اور وہ نہیں پہنچتی۔ دس پندرہ دن کے بعد ان کا پھر خط آتا ہے۔ کہ ہم نے یہ فہرست لکھی تھی۔ مگر کتاب میں غلطی سے رکھدی۔ اور پھر بھیجنا بھول گئے۔ اب ہمیں کتاب سے یہ فہرست ملی ہے۔ جو ہم بھیج رہے ہیں۔

تو چونکہ اس قسم کا امکان بھی ہوتا ہے۔ اس لئے میں سب دوستوں سے کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ کل تک صرف پچاس جماعتوں کی رپورٹیں مجھ تک پہنچی ہیں۔ بالکل ممکن ہے۔ کہ جو جماعتیں چھوٹی ہیں۔ انہوں نے کوئی الگ فہرست بھیجی ہی نہ ہو۔ مگر پھر بھی گذشتہ سالوں میں ساڑھے تین سو جماعتوں نے حصہ لیا تھا۔ اور اب تک اس کے آٹھویں حصہ نے توجہ کی ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ جنہوں نے توجہ کی ہے۔ اور اس تحریک میں حصہ لیا ہے۔ انہوں نے اضافہ کے ساتھ حصہ لیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے اخلاص میں بہت ترقی کی ہے لیکن بعضوں نے تو حیرت انگیز اضافہ کیا ہے۔ چنانچہ بعضوں نے سات سات گنے اور بعضوں نے آٹھ آٹھ گنے چندہ دیا ہے۔ پس میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اور جماعت کے عہدیداروں کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔

بعض جماعتوں کے عہدیداروں کی غفلت

تحریک جدید کے افسر نے مجھ سے شکایت کی ہے۔ کہ جب انہوں نے کارکنوں سے دریافت کیا۔ کہ کیا تم نے اپنی جماعت کے دوستوں کو یہ تحریک بتادی تھی۔ تو انہوں نے کہا۔ ہمیں تو توفیق نہیں تھی اس لئے ہم نے اس میں حصہ نہیں لیا۔ اور کسی اور کو کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ تحریک تو ہر شخص کے کانوں تک پہنچ چکی ہے۔ یہ ایک سخت کمزوری کی علامت ہے۔ جو ان کارکنوں سے ظاہر ہوئی۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ یہ محض اس شرمندگی اور ندامت کو مٹانے کا بہانہ ہے۔ جو انہیں اس وجہ سے ہوتی ہے۔ کہ انہوں نے خود اس تحریک میں کیوں حصہ نہیں لیا۔ وہ سمجھتے ہیں۔ جب ہم کسی کو کہیں گے کہ اس تحریک میں حصہ لے۔ تو وہ دریافت کرے گا۔ کہ آپ نے کیا دیا۔ اور چونکہ میں نے کچھ نہیں دیا۔ اس لئے شرمندگی کا یہی علاج ہے۔ کہ کسی کو تحریک نہ کرو۔ حالانکہ جب کوئی عہدیدار مقرر ہوتا ہے۔ تو اسکا فرض ہوتا ہے۔ کہ ہر تحریک خواہ وہ اسمیں خود حصہ لیتا ہے یا نہیں۔ دوسروں تک پہنچا دے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ وہ دوسروں کو تحریک نہ کر کے خدا تعالیٰ کے حضور گنہگار بنتے ہیں۔ اگر وہ واقعہ میں معذور ہیں اور اس تحریک میں حصہ نہیں لے سکتے۔ تو انہیں دعائیں کرنی چاہیئیں۔ اور کم سے کم جو حصہ نیکی کا انہیں دوسروں کو تحریک کرکے مل سکتا ہے۔ اس سے محروم نہیں رہنا چاہیئے۔

افراد سے خطاب

افراد میں سے بھی بہت کم دوستوں نے ابھی تک اس تحریک میں حصہ لیا ہے۔ گذشتہ سالوں میں سات سو افراد نے حصہ لیا تھا۔ مگر اس سال اب تک دو اڑھائی سو دوستوں نے اپنے وعدوں کی اطلاع دی ہے۔ میں یہ اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ دوست ہشیار ہو جائیں۔ اور جنہوں نے ابھی تک وعدہ نہیں کیا۔ وہ جلد وعدہ لکھ کر بھجوا دیں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ وقت گذر جائے۔ ۳۱ر جنوری آخری تاریخ ہے۔ اس کے بعد کوئی وعدہ قبول نہیں کیا جائیگا۔ مگر چونکہ بعض لوگ ۳۱ر جنوری کو بھی خط لکھ سکتے ہیں اس لئے جس خط پر یکم فروری کی مہر ہوگی۔ اسے بھی لے لیا جائیگا۔ مگر اس کے بعد کسی کا وعدہ قبول

نہیں کیا جائیگا۔

بقایادار اپنا وعدہ پورا کریں یا معافی لے لیں

اس کے ساتھ ہی میں ان لوگوں کو جنہوں نے گذشتہ سال یا گذشتہ سے پیوستہ سالوں میں وعدہ کیا تھا۔ مگر ابھی تک اپنے وعدہ کی رقوم ادا نہیں کیں۔ توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ یا تو اپنے وعدہ کو پورا کریں۔ اور یا مجھ سے معافی لے لیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ان العھد کان مسئولا۔ کہ وہ عہد جو تم کرتے ہو۔ اس کے متعلق تم سے سوال کیا جائے گا۔ کہ تم نے اسے کہاں تک پورا کیا۔ پس وعدہ کرنے والے دوست یا تو اپنے وعدوں کو پورا کریں۔ یا پھر مجھ سے معافی لے لیں۔ مگر بعض لوگ نہ رقم ادا کرتے ہیں۔ اور نہ معافی لیتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں۔ اگر انہوں نے معافی کی درخواست کی۔ تو میں تحقیقات کراؤں گا۔ کہ آیا وہ قابل معافی ہیں یا نہیں۔ میں اس قسم کے شکوک کے ازالہ کیلئے کہدینا چاہتا ہوں۔ کہ جب بھی کسی دوست کی طرف سے معافی کی درخواست آتی ہے۔ فوراً اس کا نام رجسٹر سے کٹوا دیا جاتا ہے۔ اور کوئی تحقیقات نہیں کی جاتی۔ پس دوستوں کو تسلی رکھنی چاہیئے کہ ان کے متعلق ہرگز جماعتوں سے یہ نہیں پوچھا جائیگا۔ کہ آیا وہ قابل معافی ہیں یا نہیں۔ بلکہ محض ان کی طرف سے اطلاع آنے پر انہیں معاف کر دیا جائے گا۔ اور خدا کے حضور وہ گنہگار ہونے سے بچ جائیں گے۔ اور اگر وہ معافی نہیں لینا چاہتے اور نیت رکھتے ہیں۔ کہ ادا کردیں گے۔ مگر ابھی انہیں طاقت نہیں۔ تو وہ مہلت لے لیں۔ غرض دوست گذشتہ سالوں کے وعدوں کی رقوم یا تو ادا کردیں یا معاف کرالیں۔ اور یا پھر ان کی ادائیگی کے لئے مہلت لے لیں“

مندرجہ بالا ارشاد احباب کے پیش نظر کرتے ہوئے درخواست ہے۔ کہ چونکہ وعدوں کے پیش کرنے کا وقت بہت کم ہے۔ اسی لئے کارکنان جماعت کو گذشتہ غفلت کی تلافی فوری کرنی چاہیئے اور وعدوں کا فارم جلد تر ارسال کرنا چاہیئے۔

براہ راست وعدہ کرنے والے احباب بھی اس پر فوری توجہ فرمائیں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ وقت گذر جائے۔ اور وہ اس نفلی قربانی میں شامل ہونے سے رہ جائیں۔ پس کارکنان جماعت اور براہ راست وعدہ کرنے والے احباب کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پڑھتے ہی اپنا وعدہ حضور کے پیش کرنا چاہیئے۔

فنانشل سکرٹری تحریک جدید قادیان

اخبار فاروق کے متعلق حضرت امیرالمؤمنین کا مجوزہ پروگرام

اور

فاروق کی خریداری کی تحریک

سیدنا امیرالمؤمنین امام المتقین حضرت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۲۷ر دسمبر ۱۹۳۷ء کو سالانہ جلسہ پر جو اخبارات سلسلہ کے متعلق بالعموم اور اخبار **فاروق** کے لئے بالخصوص قوم کو توجہ دلائی ہے۔ وہ مفصل تو حضور کی تقریریں جب شائع ہونگی۔ اس میں درج ہوگی۔ آج میں مختصر دوبارہ حضور کے ارشاد مبارک کو احباب کی یاددہانی اور حضور کے ارشاد پر عمل کرنے کے لئے پیش کرتا ہوں۔ حضور ایدہ اللہ نے نہایت زبردست اور مؤثر الفاظ میں ۲۷ر دسمبر کو سب سے پہلے جو تحریک کی تھی۔ وہ قومی اخبارات کے لئے عام تحریک تھی۔ مگر **فاروق** کے لئے خاص طور پر احباب کو متوجہ کیا تھا۔ کہ اسکی خریداری کم از کم ایکہزار ہونی چاہیئے۔ اور فرمایا۔ کہ دوست جلسہ سے واپس جانے سے قبل توسیع اشاعت اخبارات کا انتظام کرکے جائیں۔ حضور نے فرمایا۔ کہ

(۱) جس قوم میں سلسلہ کے اخبار پہنچتے رہیں۔ وہ قوم زندہ رہتی ہے۔ (۲) اخبارات قومی زندگی میں دور رہنے والے افراد کو ملا دیتے ہیں۔ (۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اخبارات سلسلہ کی طرف جماعت کی بہت توجہ ہوتی تھی۔ باوجودیکہ اس وقت جماعت کی تعداد بہت کم تھی۔ چند ہزار کی جماعت تھی۔ مگر اخبارات کے متعلق جماعت میں بڑی ہمدردی پائی جاتی تھی۔ (۴) اب جوں جوں جماعت بڑھ رہی ہے۔ اخباروں کی طرف توجہ کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ (۵) ان پڑھ ناخواندہ ہونے کی وجہ سے اخبار نہیں منگاتے۔ جو خواندہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ ہم میں الفضل کے خریدنے کی توفیق نہیں۔ ایک طبقہ ہے۔ جو اپنے آپ کو افلاطون سمجھتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ اخباروں میں مضامین کچھ نہیں ہوتے۔ اس طرح سلسلہ کے اخباروں کی اشاعت دن بدن گھٹتی جاتی ہے۔ جو نہایت افسوسناک امر ہے۔ (۶) اس وقت ہماری جماعت تین چار لاکھ سے کم نہیں۔ اگر اس تعداد میں حقیقی زندگی ہوتی۔ تو کم از کم بیس ہزار اخبار شائع ہوسکتے ہیں۔ مگر ہماری مدنی زندگی ایسی مضبوط نہیں رہی۔ جیسی کہ حضرت مسیح موعود کے وقت میں تھی۔ (۷) الفضل کی باوجود روزانہ ہونے کے جماعت کی موجودہ حالت سے پانچہزار اور سلسلہ کے دیگر اخبارات کی کم از کم ایک ایک ہزار اشاعت ہوسکتی ہے۔ (۸) بعض طاقت رکھتے ہوئے اخبار نہیں خریدتے۔ اور دوسروں سے اخبار لے کر پڑھتے ہیں۔ ایسے لوگ مفت خورے ہوتے ہیں۔ یہ نہایت غلط اور ناپسندیدہ طریق ہے۔ کہ ایک اخبار کسی نے منگا لیا۔ اس سے لے کر دوسروں نے پڑھ لیا۔ جس سے اشاعت اخبارات کم ہو جاتی ہے۔ (۹) جماعت میں ایسے لوگ کافی ہیں۔ جو سلسلہ کے اخبارات پر تیس روپیہ سالانہ خرچ کرسکتے اور سب اخبار منگا سکتے ہیں۔

(۱۰) میں نے **فاروق** کے متعلق ایک تجویز کی ہے۔ اور ایڈیٹر صاحب فاروق کو کہا ہے۔ کہ وہ فاروق میں یہ تبدیلی کریں۔

(الف) روزانہ الفضل کے ہفتہ بھر کے ضروری مضامین اس میں درج کریں۔

(ب) فاروق میں خطبہ جمعہ (فرمودہ حضرت صاحب) بھی شائع کیا کریں۔

(ج) اور بھی بعض ہدایات دی ہیں۔ اس طرح پر فاروق چلائیں۔ تو وہ مفید ہوسکتا ہے۔

(۱۱) بغیر پیشگی قیمت لئے اخبار جاری نہ کریں۔

(۱۲) جن اخبارات کے بقائے خریداروں کے ذمہ ہوں گے۔ ہم آئندہ ان سے کوئی ہمدردی نہیں رکھیں گے۔ اس اصول کی زیادہ پابندی کریں۔ کہ قیمت وصول ہونے پر اخبار جاری کریں۔ (۱۳) میں امید کرتا ہوں۔ کہ جماعتوں کے سکرٹری اپنی ذمہ واری سمجھیں۔ اور ایسی کوشش کریں۔ کہ فاروق کے خریدار بنا دیں۔ (۱۴) میں امید رکھتا ہوں۔ کہ اس جلسہ سے جانے سے پہلے پہلے دوست ایسا قدم اٹھائیں گے۔ کہ وہ کوئی بہتر صورت اخبارات کے متعلق سوچیں گے۔ کہ ان کے سلسلہ کے اخبارات کی کیا حالت ہو رہی ہے“

میں یہ نہایت اختصار کے ساتھ حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک متعلق فاروق و دیگر اخبارات پیش کرکے

احباب سے امید کرتا ہوں

کہ وہ اپنے پیارے امام اولوالعزم حضرت فضل عمر کی اس تحریک کو بہت جلد عملی جامہ پہنا کر فاروق کی اشاعت نہایت قلیل عرصہ میں ایک ہزار کردیں گے۔ فاروق کا نیا دَور حضور ایدہ اللہ کے تجویز کردہ پروگرام کے مطابق جنوری ۱۹۳۸ء سے شائع ہوتا ہے

سندھ میں مباہلہ

کمال ڈیرہ علاقہ سندھ میں ۱۹ر دسمبر ۱۹۳۷ء کو جو احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان مباہلہ ہوا۔ جس میں جانبین سے دس دس آدمی شریک تھے۔ اسکی رپورٹ سکرٹری صاحب تبلیغ کمال ڈیرہ حسب ذیل دیتے ہیں۔ کہ:-

کچھ عرصہ ہوا ایک ملا کو جو سلسلہ احمدیہ کا شدید دشمن ہے۔ ہم نے کہا۔ کہ اگر تم اپنے آپ کو صداقت پر سمجھتے ہو۔ تو اپنے استاد اور پیر کو مباہلہ کے لئے تیار کرو۔ وہ ان کے پاس گیا۔ اور اس نے بڑی منتیں کیں۔ مگر انہوں نے صاف کہہ دیا۔ کہ ہم مباہلہ پر ہرگز تیار نہیں۔ یہ دیکھکر وہ ملا اکیلا ہی مباہلہ کے لئے تیار ہوگیا۔ جس پر ہم نے حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی خدمت میں اجازت کیلئے درخواست لکھی۔ اور اس ملانے پیر خواجہ محمد حسن صاحب سرہندی (جو امام ربانی مجدد الف ثانی کا گدی نشین ہے اور سندھ میں بڑا پیر ہے۔ اور جس کے سندھ اور بلوچستان میں بہت بڑی تعداد میں مرید پائے جاتے ہیں) سے اجازت طلب کی۔ ہمیں حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ کے پرائیویٹ سکرٹری صاحب نے لکھا۔ کہ مباہلہ میں کم سے کم دس آدمی ہونے چاہئیں۔ اور اس ملا کو پیر صاحب نے یہ لکھا۔ کہ قادیانی ہر ایک دعوے میں جھوٹے ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ تباہ ہو جائیں۔ آخر ہم نے اس سے کہا۔ کہ ہم بھی دس آدمی لاتے ہیں۔ تم بھی دس آدمی لاؤ۔ اس نے کہا۔ کہ میرے ساتھ اور کوئی آدمی نہ آئیگا۔ مگر گاؤں کے رئیس نے اس پر زور ڈالا۔ کہ آدمی لاؤ۔ آخر وہ مجبور ہوکر کہنے لگا۔ میں لوگوں کے پاس جاکر انہیں خدا کا واسطہ ڈالوں گا۔ اگر کوئی آیا۔ تو لے آؤں گا۔ چنانچہ اس نے مخالفوں کو غیرت دلائی۔ اور ان میں سے نو آدمی مباہلہ کے لئے تیار ہوگئے۔ اس کے بعد ۱۹ر دسمبر ۱۹۳۷ء کو مسجد میں مباہلہ ہوا۔ ہماری طرف سے تین تقریریں ہوئیں۔ مگر ان کی طرف سے کوئی تقریر کرنیوالا نہ تھا وہ یہی کہتے رہے۔ کہ احمدی جھوٹے ہیں۔ احمدی جھوٹے ہیں۔ تقریروں کے بعد تین بار ہر ایک فریق نے دعا کی اور جھوٹے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ڈالی۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ جلد سے جلد نشان ظاہر فرما کر اہل سندھ کے لئے ہدایت کا موجب بنائے۔ خاکسار محمد موسیٰ سکرٹری تبلیغ کمال ڈیرہ۔ ضلع نواب شاہ سندھ۔

ثنائی مشن

اہلحدیث کا پنڈت

(از مولوی عبد الرحمٰن صاحب مبشر مولوی فاضل جامعہ احمدیہ قادیان)

اہلحدیث مجریہ ۱۴ر جنوری ۱۹۳۸ء میں ایک مضمون بعنوان "یہ احمدیت ہے یا آریہ سماج" کسی پنڈت آتمانند صاحب لائل پوری کی طرف سے چھپا ہے۔ مضمون کے اس حصے کو چھوڑتے ہوئے جس میں مضمون نویس نے ٹھٹھے۔ استہزار گالیوں اور ہجو یا دیگر بے نیست کی رٹ سے صفحات کو سیاہ کیا ہے۔ نفس مضمون کا جواب ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اگرچہ مضمون کوئی نیا یا اچھوتا نہیں۔ صرف پرانی طرز کے متعصب ملانوں کی نقل ہے۔ مگر مضمون نویس نے چونکہ بیجا تعلی اور تحدی سے کام لیا ہے۔ اور یہانتک لکھ مارا ہے۔ کہ

"اگر کوئی احمدی ہمارے مندرجہ ذیل اعتراضات کو رفع فرما کر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو نبی اور مجدد چھوڑ صرف ایک سیدھا سادہ مومن یعنی مسلمان بھی ثابت کر دکھائیں۔ تو ہم اقرار صالح کرتے ہیں۔ کہ بلا کسی شرط کے احمدی بن جائیں گے۔ اور مرزا صاحب کو مسیح موعود مان لیں گے۔" ص۵ اسی لئے اسکی اس تعلی کا جواب دینے اور اس پر اتمام حجت کرنے کے لئے یہ چند سطور تحریر کی جاتی ہیں۔

پنڈت کا پہلا اعتراض

پنڈت صاحب حقیقۃ الوحی کے ص۸۶ کا الہام انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی درج کر کے لکھتے ہیں "جب خدا کی وحدانیت اور فردیت کی جگہ مرزا صاحب بھی بن گئے۔ تو فردیت اور وحدانیت کس طرح باقی رہ گئی۔ کیونکہ وحدانیت اور فردیت کا مطلب یہ ہے۔ کہ لیس کمثلہ شیء یعنی خدا کا مثل کسی بات میں کوئی نہیں۔" ص۵۔

معترض کا یہ اعتراض کہ حضرت اقدسؑ نے اپنے آپ کو خدا کی توحید اور تفرید میں شریک ٹھیرایا ہے۔ بوجوہ ذیل غلط ہے۔

جواب - (اول) اس لئے کہ حضور کا یہ اپنا کلام ہی نہیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے الہام ہے۔ اس پر یہ اعتراض کرنا کہ اپنے آپ کو خدا کا شریک ٹھیرایا ہے۔ کسی عقلمند کے لئے درست نہیں کیونکہ اس پر یہ بحث ہو ہی نہیں سکتی۔ ہاں یہ کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ خدا کا کلام نہیں۔ اور نعوذ باللہ حضرت مرزا صاحب کا اسے خدا کا کلام کہنا افترا ہے وغیرہ ذالک۔ پھر اس بات کے دلائل وہ ہم سے لے۔ کہ تم جو اسے خدا کا کلام مانتے ہو۔ اسکی کیا دلیل ہے۔ ہم اسے انبیاء کی صداقت کے معیار بتلا کر حضرت کی صداقت ثابت کر دیں گے۔ مگر معترض کا اس پر یہ اعتراض تو سراسر لغو ہے۔

دوم - اس الہام میں بمنزلۃ کا لفظ بتاتا ہے۔ کہ سیدنا مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کو پیارے ہیں۔ جیسے اسکی توحید و تفرید اسے پیاری ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص کسی کو کہے۔ تو مجھے بمنزلہ میرے بچے کے ہے۔ تو کوئی عقلمند یہ نہیں سمجھے گا۔ کہ واقعی اب یہ اسکا بچہ ہو گیا۔ اور اب اسکی جائیداد وغیرہ میں اس کا شریک ہے۔ بلکہ اسکی مراد اس سے اظہار محبت اور پیار سمجھی جائیگی۔ اور بس۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ کے دعوے پر جو شور مخالفوں نے مچایا اور آپ کو مٹانے اور صفحۂ ہستی سے آپ کو نیست و نابود کرنے کے جو منصوبے کئے۔ ایسے موقعہ پر ذوالمجد والعلیٰ خدا نے حضور کو تسلی دی۔ کہ تیرا نام دنیا میں عزت کے ساتھ پھیلے گا۔ اور تجھے پوری پوری امداد میری جناب سے دی جائیگی۔ چنانچہ حضور خود اسکی تشریح میں فرماتے ہیں:-

"آج سے پچیس برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کا یہ الہام میری نسبت موجود ہے یہ اس زمانہ کا الہام ہے۔ کہ جب میں ایک پوشیدہ زندگی بسر کرتا تھا۔ اور بجز میرے والد صاحب کے چند تعارف رکھنے والوں کے کوئی مجھ کو جانتا بھی نہیں تھا۔ اور وہ الہام یہ ہے۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی فحان ان تعان و تعرف بین الناس۔ یعنی تو مجھ سے بمنزلہ میری توحید و تفرید کے ہے۔ پس وہ وقت آگیا ہے۔ کہ تجھے ہر ایک قسم کی مدد دی جائیگی۔ اور دنیا میں تو عزت کے ساتھ شہرت دیا جائیگا۔ اور شہرت دینے کے وعدہ کو توحید اور تفرید کے ساتھ ذکر کرنا اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے۔ کہ جلال اور عزت کے ساتھ شہرت پانا اصل حق خدائے واحد لاشریک کا ہے۔ پھر جس پر خدا تعالےٰ کا خاص فضل ہو۔ وہ اپنی نہایت محویت کی وجہ سے خدا تعالےٰ کی توحید کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ اور رنگ دوئی اس سے جاتا رہتا ہے۔ تب خدا تعالےٰ اسی طرح اسکو عزت اور جلال اور عظمت کے ساتھ شہرت دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ اپنے تئیں شہرت دیتا ہے۔ کیونکہ توحید اور تفرید یہ حق پیدا کرتی ہے۔ کہ وہ ایسی ہی عزت حاصل کرے۔" حقیقۃ الوحی ص۱۶۶

پھر اربعین نمبر۳ کے ص۹۵ پر فرماتے ہیں:-

"تو مجھ سے ایسا قرب رکھتا ہے۔ اور ایسا ہی میں تجھے چاہتا ہوں۔ جیسا کہ اپنی توحید اور تفرید کو۔ سو جیسا کہ میں اپنی توحید کی شہرت چاہتا ہوں۔ ایسا ہی تجھے بھی دنیا میں مشہور کروں گا۔ اور ہر ایک جگہ جو میرا نام جائے گا تیرا نام بھی ساتھ ہوگا۔"

سوم - سیدنا مسیح موعود علیہ السلام خود توحید کے قائل تھے۔ اور اپنی جماعت کو بھی اسی کا قائل کروایا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

"خدا نے چودھویں صدی کے سر پر ایک بندہ کو جو یہی لکھنے والا ہے۔ بھیجا۔ تا اس نبی محمد صلعم کی سچائی اور عظمت کی گواہی دے اور خدا تعالےٰ کی توحید اور تقدیس کو دنیا میں پھیلا دے۔" (نسیم دعوت ص۴۸)

اللہ تعالےٰ کے لیس کمثلہ شیء ہونے کے متعلق فرماتے ہیں:-

"خدا کا اپنی صفات میں انسان سے بالکل علیحدہ ہونا قرآن شریف کی کئی آیات میں تصریح کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ جیسا یہ آیت ہے۔ لیس کمثلہ شیء و هو السميع البصير۔ یعنی کوئی چیز اپنی ذات اور صفات میں خدا کی شریک نہیں۔ اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔" (چشمہ معرفت ص۲۶۱)

پس ملہم کی تشریح کے خلاف الہام کی تشریح کرنا اور اس کے معتقدات کے خلاف کوئی غلط عقیدہ اسکی طرف منسوب کرنا اپنی کور باطنی کا ثبوت دینا ہے۔

پنڈت کا دوسرا اعتراض

پھر پنڈت صاحب نے آئینہ کمالات اسلام اور کتاب البریہ والے کشف کو درج کر کے کہ "میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا۔ کہ میں خود خدا ہوں۔ اور یقین کیا۔ کہ وہی ہوں" پر فرسودہ اعتراض کیا ہے۔

ہمارا جواب - حالانکہ اسکی تشریح بھی جہاں اس کشف کا حضور نے ذکر فرمایا ہے۔ خود ہی کردی ہے۔ "وما نعنی بذلک ما هو مذهب الحلولیین بل هذه الواقعة توافق حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعنی بذلک حدیث البخاری فی بیان مرتبة قرب النوافل لعباد اللہ الصالحین۔" (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۶)

یعنی ہماری مراد اس واقعہ سے حلولی یا وحدۃ الوجودی لوگوں والی نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلعم کی اس حدیث کے مطابق ہے۔ کہ جب بندہ نوافل میں کثرت کرتا ہے۔ تو خدا اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ بن جاتا ہے۔

اہل حدیث کے پنڈت نے چونکہ یہ اعتراض کسی متعصب مخالف کی کتاب سے نقل کر کے اپنی علمیت جتانے کی کوشش کی ہے۔ اگر وہ خود حضرت اقدس کی کتابوں سے دیکھکر نقل کرتے۔ تو انہیں خود ہی سمجھ آجاتی۔ اور اگر خود دیکھ کر لکھا ہے۔ تو پھر تحریف کی ہے۔ کہ اسکی تشریح والا حصہ چھوڑ گئے۔ کیوں نہ ہو۔ آخر اہلحدیثوں کی صحبت کا کچھ نہ کچھ اثر تو ضرور ہونا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اس کشف سے کبھی نہیں سمجھا۔ کہ میں خدا ہوں۔ بلکہ حضور تو فرماتے ہیں:-

"اے سننے والو سنو۔ کہ خدا تعالےٰ کیا چاہتا ہے۔ بس یہی کہ تم اسکے ہو جاؤ۔ اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ وہ واحد لاشریک ہے۔ جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جسکی کوئی بیوی نہیں۔ اور وہ وہی بے مثل ہے۔ جس کا کوئی ثانی نہیں۔ اور جسکی طرح کوئی فرد خاص صفت سے مخصوص نہیں۔ اور جس کا کوئی ہمتا نہیں۔ جس کا کوئی ہم صفات نہیں۔" (الوصیت ص۱۰)

پھر فرماتے ہیں:- "تمام دنیا کا وہی خدا ہے جس نے میرے پر وحی نازل کی۔ جس نے میرے لئے زبردست نشان دکھلائے۔ جس نے مجھے اس زمانہ کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ جو شخص اس پر ایمان نہیں لاتا۔ وہ سعادت سے محروم اور خذلان میں گرفتار ہے۔" (کشتی نوح ص۲)

پھر پنڈت صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ یہ ایک کشف ہے۔ جو تعبیر طلب ہے۔ ہمارے بزرگوں نے اس کے متعلق لکھا ہے۔ کہ "من رای انه صار الحق سبحانه و تعالیٰ اهتدی الی صراط مستقیم" (تعطیر الانام مصنفہ علامہ عبد الغنی نابلسی جلد ۱ ص۹) یعنی جو خواب میں دیکھے۔ کہ وہ خدا بن گیا ہے۔ تو وہ سیدھے راستے پر

قائم ہوگا۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ پنڈت صاحب جو اسلام کی تعلیم سے ناواقف۔ اسکی اصطلاحات سے نابلد۔ اس کے اسرار و غوامض سے کورے ہیں۔ وہ اسلام کے بہت بڑے شیدائی اور خدا کے برگزیدہ نبی پر اعتراض کرتے ہیں۔ کاش اللہ تعالےٰ انہیں سمجھ دے۔ اور آغوش اسلام میں آنے کی توفیق دے۔

پنڈت کا تیسرا اعتراض

پھر حضرت مسیح موعود کا یہ شعر

شانِ احمدؐ را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

درج کرکے لکھتے ہیں۔ "مرزا صاحب کا اپنے تئیں یا آنحضرت کو خدا ماننا بدترین شرک ہے"۔

ہمارا جواب۔ مجھے پنڈت صاحب کے علم اور ان کے طرز استدلال پر تعجب آتا ہے۔ کہ نہ اس شعر میں اپنی یا آنحضرت صلعم کی خدائی کا ذکر ہے۔ نہ حضور ع کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ آپؑ یا آنحضرتؐ خدا تھے۔ مگر آپ فرماتے ہیں۔ کہ اس شعر میں مرزا صاحب یا آنحضرت صلعم کی خدائی کا ذکر ہے۔ اور یہ شرک ہے۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ یعنی اس میں تو آنحضرتؐ کی ذات اقدس کو خدا تعالےٰ کی ذات سے ایک الگ وجود بتایا گیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کو احد اور آپؐ کو احمدؐ کہا گیا ہے۔ کاش مولوی ثناء اللہ صاحب ہی اس شعر اور پنڈت صاحب کے طرز استدلال کو درج اخبار فرماتے وقت اسکی کچھ اصلاح کردیتے۔ یا اسے بالکل کاٹ دیتے۔ تاکہ ان کے مداح کی پردہ دری تو نہ ہوتی۔

پنڈت کا چوتھا اعتراض

پھر پنڈت صاحب حضرت اقدس کی اس تحریر کو کہ "چونکہ خدا قدیم سے خالق ہے۔ اس لئے ہم مانتے اور ایمان لاتے ہیں۔ کہ دنیا اپنی نوع کے اعتبار سے قدیم ہے۔ لیکن اپنے شخص کے اعتبار سے قدیم نہیں ہے....." درج کرکے یوں اعتراض کرتے ہیں۔ کہ ایسا ماننے سے کائنات ازلی و ابدی اور خدا کی شریک اور ساتھی ہوئی۔ جو شرک ہے۔ اسی طرح نمبر بڑھانے کی خاطر بار بار اس اعتراض کو مختلف الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ہمارا جواب۔ ہمیں پنڈت صاحب سے اس بات کا شکوہ نہیں ہوسکتا۔ کہ کیوں انہوں نے ایک سیدھی سادی اور عام فہم بات کو بگاڑ کر ناحق اعتراض کی راہ پیدا کرلی۔ مگر یہ شکوہ ضرور ہے۔ کہ کیوں انہوں نے کسی جاہل معترض کی کتاب سے بغیر سوچے سمجھے یہ اعتراض نقل کردیا۔ اور اگر سوچ سمجھ کر کیا ہے۔ تو پھر اس قدر تعصب کا شکار ہوگیا ہے۔ کہ جس نے دل و دماغ کو بالکل بیکار کیا ہوا تھا۔ اور بدھی پر پورا پردہ ڈالا ہوا تھا۔ کیونکہ جب احمدیوں کا یا حضرت مسیح موعود ع کا یہ عقیدہ ہی نہیں۔ کہ کائنات عالم اپنے شخص کے لحاظ سے قدیم ہے۔ اور نوع کے لحاظ سے اگر قدیم ہے۔ تو بھی خدا کی مخلوق اس کے دست قدرت سے پیدا شدہ ہے۔ اور جب چاہے۔ اسے فنا کرسکتا ہے۔ تو پھر وہ خدا کی شریک اور ساتھی کس طرح بنگئی۔

پنڈت صاحب۔ آپ نے یہ جو فرض کرلیا ہے۔ کہ "اگر کسی وقت کائنات کی موجودگی نہ مانی جاوے"۔ تو خدا پر تعطل کا الزام عائد ہوتا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر کو بالکل ہی نہیں سمجھا کیونکہ جب سے خدا تعالےٰ ہے۔ تب سے اسکی صفات ہیں۔ اور جب سے اسکی صفات ہیں۔ تب سے بالارادہ وہ اپنا کام کررہی ہیں۔ تو پھر وہ کونسا وقت ہے۔ جس میں آپ کی فرضیت کی گنجائش نکلتی ہے۔ خدارا ذرا غور فرماویں۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ کے لئے کوئی خاص وقت ہم مقرر کرتے۔ کہ وہ فلاں وقت سے ہے۔ تب تو آپ اعتراض بھی کرسکتے تھے۔ یا ہم اسکی صفات کے ظہور کے وقت کے معتقد ہوتے۔ پھر بھی آپ کے لئے لب کشائی کی گنجائش تھی۔ مگر اب تو یہ بات ہی نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو فرماتے ہیں:۔

"افسوس کہ حضرات عیسایان یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ صرف چھ ہزار برس ہوئے۔ کہ جب خدا نے دنیا کو پیدا کیا۔ اور زمین و آسمان بنائے۔ اور اس سے پہلے خدا ہمیشہ کے لئے معطل اور بیکار تھا۔ اور ازلی طور پر معطل چلا آتا تھا۔ یہ ایسا عقیدہ ہے۔ کہ کوئی صاحب عقل اسکو قبول نہیں کریگا۔ مگر ہمارا عقیدہ جو قرآن شریف نے ہمیں سکھلایا ہے۔ یہ ہے۔ کہ **خدا ہمیشہ سے خالق ہے۔** اگر چاہے۔ تو کروڑوں مرتبہ زمین و آسمان کو فنا کرکے پھر ایسے ہی بنادے"۔ (لیکچر لاہور صـ۳۰)

مندرجہ بالا حوالہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ (الف) عیسائیوں کا یہ عقیدہ غلط ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے کائنات عالم کو صرف چھ ہزار برس سے بنایا۔ اور پہلے ہمیشہ سے معطل تھا۔

(ب) اللہ تعالےٰ ازل سے اور ہمیشہ سے کبھی معطل نہیں ہوا۔ بلکہ اسکی صفات ازل سے کام کررہی ہیں۔

(ج) خدا ہمیشہ سے خالق ہے۔ اسلئے کوئی وقت اس پر ایسا نہیں آیا۔ کہ جب وہ خالق نہ ہو۔

(د) تمام کائنات اسکی مخلوق اور اس کے قبضۂ تصرف میں ہے۔ چاہے فنا کردے چاہے باقی رکھے۔

(ه) وہ قادر ہے۔ اور ساتھ ہی قیوم بھی ہے۔ اسی کے سہارے سے تمام چیزیں قائم ہیں۔

(و) ایک وقت فنا ہو۔ تو دوسرے وقت خلق ہوسکتی ہے۔ اور اس کا نام حضرت اقدسؑ کے نزدیک تعطل نہیں۔ بلکہ تعطل یہ ہے۔ کہ ایک خاص وقت سے خدا کو خالق سمجھا جائے۔ اور ایک مدت دراز سے اسے معطل و بیکار مانا جاوے۔

یہی حوالہ پنڈت صاحب کے تمام اوہام باطلہ کو رد کررہا ہے۔ اس لئے ان اعتراضات کی تمام شقوں کا بطلان اور ان کی بنائے فاسد علی الفاسد کا رد ہوجاتا ہے۔

نمبر (۲) میں جو آپ نے فرمایا۔ کہ "ازلی و ابدی کائنات کا کوئی خالق نہیں مانا جاسکتا۔ ورنہ کسی وقت کائنات کی موجودگی یا پیدائش نہ ماننے سے خالق کی صفت خالقیت میں تعطل اور بیکاری ماننا لازم آئے گا"۔ آپ نے تعطل اور بیکاری کے مفہوم کو بالکل نہیں سمجھا۔ اگر سمجھتے۔ تو ایسا لغو اعتراض نہ کرتے۔ پھر غور سے اس مقام کو پڑھیں۔ حضرت اقدسؑ تو ازلی تعطل اور ہمیشہ سے بیکاری کا رد فرمارہے ہیں۔ اور آپ مطلق تعطل کو لے رہے ہیں۔ خواہ وہ ایک منٹ کا ہی کیوں نہ ہو۔ اور پھر سیدنا مسیح موعود علیہ السلام تو ہمیشہ سے خدا تعالےٰ کی صفت خالقیت کا ظہور مانتے ہیں۔ اور آپ وقت کی تعیین کرکے اعتراض کررہے ہیں۔ ؎

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اور شق نمبر ۳ کے متعلق گذارش ہے۔ کہ بیشک اللہ تعالےٰ کو اپنی تمام مخلوق پر تقدم ذاتی حاصل ہے۔ اور کوئی مخلوق اس سے مقدم نہیں۔ مگر چونکہ خدا تعالےٰ ہمیشہ سے اپنی صفت خلق کا اظہار کرتا چلا آیا ہے۔ اس لئے قبل اور بعد کی قید نہیں لگائی جاسکتی۔ آپ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی کی تحریر پر ہی غور فرمائیں۔ تو معاملہ بالکل صاف ہوجاتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں "نہ خدا تعالیٰ کی صفت خالقیت کبھی معطل ہوئی۔ اور نہ دنیا خدا کے ساتھ چلی آرہی ہے۔ اور صداقت ان دونوں امور کے درمیان ہے۔ اور اسکی تشریح آپ (مسیح موعودؑ) نے یہ فرمائی ہے۔ کہ مخلوق کو قدامت نوعی حاصل ہے۔ گو قدامت ذاتی کسی شے کو حاصل نہیں۔ کوئی ذرہ کوئی روح کوئی چیز ماسوائے اللہ ایسی نہیں۔ کہ جسے قدامت ذاتی حاصل ہو۔ لیکن یہ سچ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ہمیشہ سے اپنی صفت خلق کو ظاہر کرتا چلا آیا ہے"۔

(مسیح موعود کے کارنامے صـ۳۹)

کس قدر تعجب کی بات ہے۔ کہ جس شخص کی ساری عمر آریہ سماج کے غلط عقائد کی تردید اور انہیں راہ راست پر لانے میں گذری۔ آپ دیدہ دلیری سے اس پر یہ الزام دیتے ہیں۔ کہ وہ لیکھرام کا شاگرد اور آریہ عقائد کا قائل تھا۔ كبرت كلمة تخرج من افواهكم

حضرت اقدسؑ اسی کتاب لیکچر لاہور کے جس کے ایک حوالے کی بنا پر آپ نے یہ ریت کی عمارت کھڑی کی ہے۔ صـ۱۸ پر فرماتے ہیں:۔

"اور آریہ صاحبوں کا مسلک تو بہت ہی قابل افسوس ہے۔ کہ وہ معرفت تامہ کے حقیقی وسیلہ سے تو قطعاً نو امید ہیں۔ اور عقلی وسائل بھی ان کے ہاتھ نہیں رہے۔ کیونکہ جبکہ ان کے نزدیک ذرہ ذرہ عالم کا انادی ہے۔ جو خود بخود ہے۔ اور کسی کے ہاتھ سے وجود پذیر نہیں ہوا۔ اور تمام ارواح بھی معہ اپنی تمام قوتوں کے انادی ہیں۔ جن کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں۔ تو ان کے ہاتھ میں پرمیشر کی ہستی پر کونسی دلیل باقی رہی"۔

اس سے آپ کی شق چہارم کا بھی بطلان ہوجاتا ہے۔ غور کریں؟ پھر آپ کا یہ کہنا بھی ناسمجھی کی بنا پر ہے۔ کہ مخلوق اگر ہر وقت خدا کے ساتھ ہو۔ تو خدا وحدہٗ لاشریک نہیں رہتا۔ کیونکہ الله خالق كل شيء وهو الواحد القهار پر ہمارا ایمان ہے کہ وہی تمام اشیاء کا خالق ہے۔ کیونکہ وہ واحد ہے اور جائز متصرف ہے۔ اور ہر قسم کا غلبہ اسے حاصل ہے۔ ہر زمانہ میں وہ مالک اور خالق ہے۔ اور ہمیشہ مارتا اور پیدا کرتا چلا آیا ہے۔ کوئی مخلوق ازلی نہیں۔ ہاں ہر زمانہ میں اسکی صفت خلق نے عدم سے وجود میں اشیاء کو ظاہر کیا۔ خدا کی صفت حادث نہیں۔ اسکی مخلوق حادث ہے۔ خدا نئی سے نئی مخلوق پیدا کرتا ہے۔ مگر اسکی صفت مالکیت حادث نہیں۔ اسکی مثال یوں سمجھیں۔ کہ جیسے زید کے گھر پکا ہوا کھانا دیکھ کر کوئی پنڈت صاحب جیسا عقل کا دھنی یہ کہے کہ یہ کھانا پچاس سال کا پکا ہوا ہے۔ اور دلیل یہ دے کہ چونکہ زید پچاس برس سے کھاتا ہے۔ اس لئے یہ کھانا بھی پچاس سال کا ہوگا۔ تو یہ کہنا غلط ہوگا کیونکہ زید بے شک پچاس سال سے کھاتا ہے۔ مگر کھانا ہر روز نیا کھاتا ہے۔ اسی طرح اگرچہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے خالق ہے۔ مگر اسکی کوئی مخلوق ازلی نہیں ۴۴

۴۴ ہمیشہ نئی سے نئی مخلوق پیدا کرتا ہے "کل یوم هو فی شان"۔ ہاں اسکی صفت خلق ازلی ہے۔ اور اسکی مخلوق حادث اور مسبوق بالعدم ہے۔ اس مسئلہ کو زیادہ وضاحت سے سمجھنے کیلئے کہ ہمارا کائنات عالم کے حدوث اور خدا تعالیٰ کی صفت خلق اور اسکی مخلوق کے متعلق کیا عقیدہ ہے۔ میں پنڈت کو مخلصانہ مشورہ دیتا ہوں۔ کہ وہ بجائے ان باتوں میں پڑنے کے پہلے حضرت میر محمد اسحاق صاحب فاضل اجل کی تصنیف "حدوث روح و مادہ" کا مطالعہ کریں۔ اور پھر اس میدان میں اتریں۔ اور شبہات کی وادیوں میں سرگردان پھرنے کی بجائے آغوش احمدیت میں آجائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن سے وابستہ ہوجائیں۔ اللہ تعالےٰ ایسا ہی کرے۔ آمین۔

ہدایت سے محرومی کے اسباب

اور

صداقت مسیح موعود علیہ السلام کیلئے ایک عام فہم قرآنی معیار

(از حضرت میر محمد اسماعیل صاحب ریٹائرڈ سول سرجن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالف اور ان سے اتر کر بہت سے متردد لوگ جب آپ پر اعتراض کرتے ہیں۔ تو اسی ضمن میں یہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ اگر آپ واقعی راستباز تھے۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ ایسے ایسے نشانات ظاہر ہوتے۔ جن میں کسی قسم کا اشتباہ نہ رہتا۔ تاکہ ہم جیسے لوگوں کے لئے راستہ صاف ہو جاتا اسی طرح یہ بھی کہتے ہیں کہ اور لاکھوں کروڑوں انسانوں کو یہ ہدایت کیوں نہیں حاصل ہوئی۔ یا یہ کہ ہزاروں انسانوں نے پوری کوشش سے اس سلسلہ کی تحقیق کی۔ اور پھر بجائے ماننے کے بالکل بیزاری اختیار کر لی۔ انہی باتوں کے ساتھ لامذہبوں کا بھی ایسا ہی ایک اعتراض سنا جاتا ہے۔ کہ اگر خدا تعالےٰ دنیا کو واقعی ہدایت کرنا چاہتا۔ تو ایسے سامان اور ایسے واضح اور صاف صاف نشان ظاہر کرتا۔ کہ ہم کو ماننے کے سوا کوئی چارہ نہ رہتا۔ مگر جس طرف جاؤ۔ کوئی صریح اور صاف بات ایسی نہیں معلوم ہوتی۔ جس سے دل تسلی پکڑے۔ اور شبہات کی گنجائش نہ رہے۔

ان اعتراضات کی اہمیت ظاہر ہے۔ مگر ساتھ ہی ان کے متعلق بہت سی باتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے یہ معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔ کہ ہدایت پانے کے جو سامان ہیں۔ وہ ان معترضین نے اپنے لئے مہیا نہیں کئے۔ اور جو حق کسی سچائی کے پانے کا تھا۔ وہ حق ادا نہیں کیا۔ اور جو محنت خدا اور اس کے رسول اور سچے دین پر یقین حاصل کرنے کے لئے درکار تھی وہ کی نہیں گئی۔ بلکہ کسی شخص سے صرف چند دفعہ ہنسی مذاق کی گفتگو کر لینے اور چند کرایہ کے اعتراضات جڑ دینے اور دس پندرہ منٹ مذہب کے ساتھ تفریح اور دل لگی کرنے کا نام انہوں نے تحقیق حق رکھ چھوڑا ہے۔ اگر ایسے لوگ اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر اور اپنے دل سے قسم دے کر پوچھیں گے۔ کہ جب یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہونے کا مدعی تھا۔ اور وہ خدا کی طلب میں تفتیش اور تحقیق کرنے نکلے تھے۔ تو کیا انہوں نے سچے طلبگار کی طرح راتوں کی تنہائی اور خلوت کے گوشوں میں اس کے موافق اور مخالف دونوں پہلوؤں پر کبھی غور کیا؟ کیا کبھی سلسلہ کی کتابیں ایسی توجہ اور ایسے غور سے پڑھیں۔ جس طرح پڑھنے کا حق ہے؟ اکثر لوگوں کی تحقیق مذہبی صرف یہیں تک ہے۔ کہ کسی مخالف کی ایک دو کتابیں خرید لیں۔ اور ان کتابوں میں جس قدر عبارتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑھیں۔ انہی کو اپنا مبلغ علم قرار دے لیا۔ یا مثلاً کسی احمدی سے ایک کتاب حضور علیہ السلام کی لے لی۔ اور دس پندرہ دن کے بعد واپس کر دی۔ اور یا تو اسے پڑھا ہی نہیں۔ یا پڑھا تو اس طرح کہ آدھی سطر یہاں سے اور آدھی سطر وہاں سے۔ پھر بند کر کے مالک کو واپس دے دی۔ یا کسی احمدی کے پاس بیٹھے۔ تو دو باتیں موقعہ اور وقت کے مطابق سن لیں۔ اور پھر کسی مخالف کے پاس بیٹھے۔ تو حضور کی کسی پیشگوئی پر استہزاء سن لیا۔ چلو تحقیقِ صداقت سلسلہ احمدیہ ختم!!! پھر ہر میدان میں یہ دعویٰ کہ ہم نے خوب اس سلسلہ کی کتابیں نیز مخالفین کی کتابیں پڑھی ہیں۔ اور ہم احمدیوں سے بھی زیادہ ان کے سلسلہ کا علم رکھتے ہیں۔ العجب ثم العجب!!!۔ اب میں چند وجوہات ہدایت سے محروم رہنے کے بیان کرتا ہوں۔ تاکہ ہمارے مخالف ان پر غور کریں۔ اور پھر اپنی حالتوں کو دیکھیں۔ اور سوچیں۔ کہ کیا ان میں سے کوئی بات خود ان پر تو چسپاں نہیں ہوتی:۔

(۱) پہلی وجہ تو ایسی مذکورہ بالا تحقیق ہے جس بنا پر لوگ کہتے ہیں۔ بلکہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم نے خوب اس سلسلہ کی چھان بین کر لی ہے۔ مگر ہمیں اس میں صداقت کا کچھ پتہ نہیں ملا۔ ان کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی شخص ولایت سے افریقہ کی طرف ہیروں کی تلاش میں سفر کرے۔ اور براعظم افریقہ کے کنارے کو ہاتھ لگا کر واپس چلا آئے۔ اور کہدے۔ کہ میں نے اس ملک کو دیکھا۔ اور خوب تحقیق اور تفتیش اور جدوجہد کے بعد مجھے تجربہ سے معلوم ہو گیا۔ کہ اس ملک میں کوئی ہیرا پیدا نہیں ہوتا۔ پس جو خدا کے دین اور اس کے قائم کردہ سلسلہ کی ایسی تحقیقات کرتا ہے۔ وہ کس طرح ہدایت کے ہیرے کو پا سکتا ہے۔ وہ نہ صرف اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ بلکہ مکار بھی ہے۔ اس کا دل ہی اسکو ملامت کریگا۔ کہ اے ظالم! زبان کے ایک لفظ کی تحقیق میں تو ڈکشنری یا لغت کھولکر جس قدر وقت اپنا خرچ کرتا ہے۔ اتنا بھی تو خدا کی طلب میں توجہ اور وقت دینا نہیں چاہتا۔ پس تو کسطرح ہدایت کا مستحق ہے۔ ہدایت تو خدا کی طرف سے ملتی ہے۔ اور وہ جب تک سچی طلب اور سچی جستجو والا دل نہیں دیکھے گا۔ کس طرح ایسی قیمتی چیز تجھے دیدے گا۔ خود اسی نے تو یہ فرمایا ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ یعنی جو لوگ ہماری طلب میں پوری اور سچی کوشش اور محنت کرتے ہیں۔ ہم بھی انہی کے لئے ہدایت کے راستے کھولتے ہیں۔

(۲) دوسری وجہ باوجود ظاہر صداقت اور باہر نشانات کی موجودگی کے ہدایت نہ پانے کی یہ بھی ہوتی ہے۔ کہ بعض معاصی کو اللہ تعالےٰ نے ہدایت کے راستہ میں روک بنا رکھا ہے۔ جب تک وہ دور نہ ہوں۔ ہدایت دل کے اندر داخل نہیں ہوگی۔ یہ باتیں بہت ساری ہیں۔ مثال کے طور پر بہت جھوٹ بولنے کی عادت بہت ناشکری کی عادت۔ خیانت۔ فسق و فجور تکبر وغیرہ وغیرہ۔ تعجب آتا ہے۔ اس شخص پر جو اپنے شہر میں بڑا کذاب اور مسرف مشہور ہے۔ جب دیکھو مخمور۔ راتوں کو بدکاری کے اڈوں میں سب سے آگے موجود۔ کچہری میں رشوت کا ایک پیسہ نہیں چھوڑتا۔ مگر کسی مجلس میں سلسلہ احمدیہ کا ذکر ہوا۔ تو جھٹ کوئی پیشگوئی لے بیٹھے۔ اور ہزار ہزار اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر فر فر طوطے کی طرح رٹ دیئے بات کرو۔ تو غل غپاڑہ۔ اور کج بحثی سے کسی کو بولنے نہیں دیتے۔ اور بار بار یہی کہے جاتے ہیں۔ کہ ”ہمیں اس فقرہ کے معنے سمجھاؤ۔ مرزا صاحب نے اس کو اپنا نشانِ صداقت مقرر کیا تھا۔ اور اس پر قسم کھائی تھی۔ دیکھو اتنے عقل اور سمجھ والے یہاں بیٹھے ہیں۔ ذرا تو ان کے سامنے اپنے بانی سلسلہ کی صداقت ہم پر ثابت کر دو“۔ ان باتوں کا آدمی جواب دے۔ تو کیا دے۔ اصلی جواب یہی ہے۔ کہ نشانات الٰہی اسی وقت سچے معلوم ہوتے ہیں۔ جب فسق و فجور۔ جھوٹ۔ عیاری۔ دھوکہ بازی۔ تکبر حرامخوری وغیرہ روکیں دور کی جائیں۔ اور انسان کے دل کی آنکھ کے آگے سے گندگی کا ڈھیر اور تاریکی کا پردہ ہٹایا جائے۔ تاکہ ہدایت کی روشنی اس پر پڑے۔ پس اے زباں دراز مدعیٔ طلب ہدایت۔ خدا تجھے سیدھا راستہ دکھائے۔ تو پہلے ان باتوں کو تو اپنے میں سے دور کر۔ جن کی وجہ سے خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ میں ایسے انسان کو ہدایت سے دور کر دیتا ہوں اور گمراہی اسکی قسمت میں لکھ دیتا ہوں۔ اے فاسق۔ بدکار۔ شرابی۔ مرتشی۔ کذاب چالاک۔ متکبر پہلے اپنی اندرونی خباثتوں سے توبہ کر۔ اور سیدھے دل اور پاک ارادہ اور ترکِ کبائر کے ساتھ نیک نیتی سے حق کی تلاش کر۔ تو تجھے نہ صرف حق نظر آ جائے گا بلکہ تیرے دل کے اندر داخل ہو جائے گا۔

(۳) اسی طرح ایک تیسرا گروہ ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ دیکھو۔ ہم تو نیک نمازی۔ حاجی۔ روزہ دار شریعت پر عمل کرنے والے۔ اہل علم۔ قرآن و حدیث پر عامل نیک ابن نیک ابن نیک ہیں۔ ہم نے بہت تحقیق کی۔ مگر ہم پر اس سلسلہ کا حق ہونا ذرہ بھر ثابت نہیں ہوا۔ ایسے لوگوں کی حقیقت یہ ہے۔ اور ان کے لئے ہمارا کھلا جواب یوں ہے۔ کہ اے پیر ابن پیر ابن پیر یا اے مولوی۔ ابن مولوی ابن مولوی۔ جو کچھ تیرے عمل ہیں۔ وہ سب ظاہر ہیں۔ حقیقتاً خدا کی نظر میں تو گروہ نمبر ۲ مذکورہ بالا سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ تو اگرچہ ظاہری اعمال کرتا ہے۔ مگر ان کا ذرہ بھر اثر تیری روح پر نہیں ہے۔ حقیقی تقوےٰ سے ایک ”نکتہ“ کا لاکھواں حصہ بھی تیرے دل کے اندر نہیں پایا جاتا۔ تیرے دل میں کبھی سچی طلب خدا تعالےٰ کی رضا کی پیدا نہیں ہوئی۔ تو سخت متکبر۔ تو سخت ریاکار۔ تو سخت مدتنع ہے۔ تیرا دل کوڑھی ہے۔ اور تیرے اندر سوائے نقالی کے کوئی سوز نہیں۔ تیرے اندر معرفت۔ بصیرت۔ خشیت الٰہی۔ محبت الٰہی۔ عجز۔ انکسار۔ تذلل۔ خدا سے ملنے کی خواہش اتنی بھی نہیں۔ جتنی ماش پر سفیدی ہوتی ہے۔ پس تو کس منہ سے ہدایت جیسے قیمتی متاع اور خدا اور اس کے رسول جیسے لاثانی خزانہ اور جواہر کی معرفت کو حاصل کر سکتا ہے۔ تیرا باطن انانیت سے اتنا بھرا ہوا ہے۔ کہ اس میں کسی اور چیز کے گھسنے کی گنجائش ہی

نہیں۔ پھر ہدایت کیونکر تیرے اندر داخل ہو۔ اور یہ جو تیرا دعوےٰ ہے۔ کہ تو شریعت پر عامل ہے یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ جب تو نماز پڑھتا ہے تو تیرا نفس اپنے دنیاوی افکار اسوقت حل کرتا رہتا ہے۔ جب تو روزہ رکھتا ہے۔ یا حج کرتا ہے۔ تو تو اپنی شہرت اور نام آوری اور عظمت قائم کرنے کے لئے کرتا ہے۔ تو لوگوں کے سامنے بہت پارسا بنا رہتا ہے۔ مگر تیرے خانۂ دل کے اندر سینکڑوں حسین عورتوں کی تصویریں ٹنگی ہوئی ہیں۔ جہاں داؤ لگتا ہے۔ وہاں تو بیدریغ جھوٹ بول لیتا ہے۔ اور جہاں کوئی ثبوت نہ ہو۔ وہاں جسقدر مال بھی تجھے مل جائے۔ سب ہضم کرجاتا ہے پس تجھے جھوٹی نیکی اور لغاطیوں والی تحقیق کے ساتھ حقیقی ہدایت کس طرح مل سکے گی۔

(۴) پھر ایک چوتھا گروہ ان لوگوں کا ہے۔ جو اپنی عقل اور سمجھ سے کچھ تفتیش تو کرتا ہے۔ مگر اسے ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔ اور حق ان پر اسی لئے نہیں کھولا جاتا۔ کہ وہ تضرع اور عاجزی اور صدق دل سے خود خدا تعالےٰ سے ہدایت نہیں مانگتے۔ اور تحقیق حق کے لئے صرف اپنی عقل پر ہی بھروسہ کرتے ہیں۔ یاد رکھو۔ کہ ہدایت کے لئے "اھدنا الصراط المستقیم" شرط ہے۔ پس کوئی خواہ کتنا عقلمند اور کتنا ہی زیرک ہو۔ اور بظاہر گندگیوں میں بھی مبتلا نہ ہو۔ اور اپنے طور پر نیکی بھی کرتا ہو مگر جب تک الہادی خدا سے ہدایت کا بزاری اور بانکسار سخت تذلل کے ساتھ طلب کرنے والا نہ بنے گا۔ یہ دولت لازوال اسکو نہیں مل سکتی۔ پس اے طالب حق۔ تو اپنے خدا سے اپنے تنہائی کے وقتوں میں رو رو کر دعا کر اور اس سے کہہ کہ "او میرے خدا اور میرے ہادی خدا۔ میں وہ سیدھا راستہ جو تو نے قائم کیا ہے۔ تجھ سے ہی مانگتا ہوں۔ میں اندھا ہوں۔ اور تیرے سوا مجھے کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔ میرا ہاتھ پکڑ۔ اگر یہ سلسلہ تیرا قائم کردہ ہے۔ تو مجھے اس میں داخل کر دے اور اگر غلط ہے۔ تو مجھے اس سے محفوظ رکھ اور جہاں کہیں بھی ہدایت اور تیرے تک پہنچنے کا راستہ ہے۔ اس کا حاصل کرنا میرے لئے آسان کر دے"! تب کہیں جا کر ہدایت اس کے فضل سے نصیب ہوگی۔

(۵) بعض اور حالات بھی ہیں۔ جو ہدایت کے حصول میں روک ہو جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر چند کا ذکر کر دیتا ہوں:-

(الف) دنیا طلبی:- کئی لوگوں کو دیکھا۔ کہ صالح تھے۔ اور نیک ارادے رکھتے تھے۔ مگر ملازم ہو گئے۔ تنخواہ اچھی مل گئی۔ لوگوں نے سلام کرنا شروع کر دیا۔ دنیا کے پیچھے پڑ گئے۔ چند دن میں سب دین چلا گیا۔ اور ہدایت کے جس مقام پر پہنچے تھے وہ بھی چھن گیا۔

(ب) صحبت بد۔ یہی حال صحبت بد کا ہے۔ طالب ہدایت کو ہر وقت خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ کوئی شیطان تو میرے ساتھ لگا ہوا نہیں؟ بد آدمی کا قرب نور ہدایت کو تلف کر دیتا ہے۔ اگر اس کا اثر قبول کیا جائے۔

(ج) نیکیوں سے قطع تعلق۔ ہم نے کئی آدمی ایسے دیکھے ہیں۔ کہ جب وہ قادیان میں آمد و رفت رکھتے تھے۔ تو نمازوں میں ان کو مزا آتا تھا۔ دل رقیق تھے۔ نیکی کی طرف توجہ تھی۔ تہجد خواں تھے۔ پھر بعض وجوہات سے آمد و رفت کم ہو گئی۔ اور تعلق جاتا رہا۔ تو وہی اب تارک الصلوٰۃ دین سے لاپروا بلکہ دین پر تمسخر کرنے والے بن گئے۔ یہاں تک کہ خود اپنی پہلی اچھی حالت پر استہزاء کرتے ہیں۔

(د) بعض خاندانی یا بد تربیتی کے نقص:- جن کی وجہ سے طبیعت فطرتاً کچھ ایسی کمزور ہو جاتی ہے۔ کہ انسان ہمیشہ شک و شبہات میں مبتلا رہتا ہے۔ یعنی ڈھل مل یقین۔ ایسی طبائع دعا کی بہت محتاج ہوتی ہیں۔ اور ہر وقت نیک دائرہ میں رہنے کی اور کثرت سے عبادت کرنے کی۔ اور مجاہدات کی۔ کیونکہ جو عبادت میں کثرت کرتا ہے اسے خدا تعالےٰ بھی اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور جتنا جتنا وہ نزدیک ہوتا جاتا ہے۔ اتنا اتنا قدرتی طور پر اس کا یقین بڑھتا جاتا ہے۔ اور شکوک اور وساوس سے خلاصی ہوتی جاتی ہے۔

(۶) چھٹا ہدایت سے بے نصیب رہنے والا ایک خطرناک گروہ ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو دین کا ظاہری علم بہت سا رکھنے کے باوجود اسے لہو و لعب بنائے رکھتے ہیں۔ انہوں نے مذہب جیسے مقدس مضمون کو اپنی ذہنی اور دماغی عیاشی اور زبانی چالاکی کا جولانگاہ مقرر کر رکھا ہے۔ ایسا انسان خود کو صلح کل کہتا ہے۔ اور مذہب کو شطرنج کا کھیل خیال کرتا ہے۔ دراصل وہ دہریوں سے بھی ایک قدم آگے ہے۔ کیونکہ دہریہ تو اپنے اعتقادات کو دل کی پختگی اور سنجیدگی کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ مگر یہ شخص اتخذوا دینہم لہواً ولعباً پر عامل ہے۔ درحقیقت یہ شخص ہدایت سے اتنا ہی دور ہے۔ جتنا ابلیس وہ مذہبی دنیا کا بھانڈ ہے اس پر خدا تعالےٰ اور اس کے دین اور سلسلہ سے مخفی تمسخر کی لعنت پڑی ہوئی ہے۔ اور اس کا دل اتنا سیاہ ہے۔ کہ کسی طرف سے بھی نور کے داخل ہونے کا راستہ باقی نہیں رہا۔ وہ مادر زاد اندھوں اور بہروں سے بدتر ہے۔ پتھر کا موم ہو جانا اور سیاہی کا سفیدی میں تبدیل ہو جانا بہت زیادہ آسان ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ ایسا شخص ہدایت حاصل کرے۔ البتہ یستہزی بہم ویمدہم فی طغیانہم یعمہون اور جس قدر اس شخص کی صحبت اور مجلس سے بھاگنا ضروری ہے۔ اتنا شاید اور کسی گروہ کے انسان سے نہیں۔

اب رہی یہ بات کہ جب خدا تعالےٰ نے خود ہدایت نازل فرمائی۔ اور انبیاء علیہم السلام کو سیدھا راستہ دکھانے کے لئے آپ ہی مبعوث کیا۔ اور ان کو نشانات اور بیّنات دیئے۔ تو پھر ہدایت کا پانا مشکل کیوں کر دیا۔ اور اس کے حصول کی راہ میں رکاوٹیں۔ ابتلا اور مجاہدات کیوں رکھدئے۔ اور بہت سی ٹھوکریں کیوں طرح کردیں۔ سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہدایت ایک ایسی نعمت عظمیٰ ہے۔ جس کا نتیجہ اللہ تعالےٰ سے وصل۔ دائمی راحت اور خوشی۔ درجات کی مسلسل ترقی۔ فلاح اور لازوال نعمت ہے۔ پس اس بے مثل و بے مثال انعام کے حاصل کرنے کے لئے خدا تعالےٰ نے تمام مخلوقات میں سے صرف انسان کو عجیب در عجیب صفات دے کر دنیا میں بھیجا۔ سو جیسا کہ اپنا کلام اور اپنے نبی اور نیک اور شفیق ماں باپ اور معلم اور نور ضمیر اور ملائکہ اور عقل اور علوم کو اس کے لئے مشعل راہ بنایا۔ اسی طرح اس راستہ میں بہت سی دقتیں خواہشات۔ تکالیف۔ ڈاکو۔ اور شیاطین بھی کھڑے کر دیئے۔ تا کہ انعام کے وارث وہی ہوں۔ جو محنت کریں۔ غور کریں۔ فکر کریں۔ موازنہ کریں۔ توبہ کریں۔ دعا کریں۔ کوشش کریں۔ سچے دل اور پوری توجہ سے متلاشی ہوں۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے ہر طرح کی قربانی پر آمادہ ہوں۔ ورنہ انعام کیسا؟ کیا آپ نے طالب علموں کو ایک معمولی سے امتحان کے لئے اپنے وقت اپنے آرام اپنی امنگوں اور اپنی نیند کو قربان کرتے اور اپنے عزیزوں اور وطن سے جدا ہوتے اور اپنے دماغ عقل حافظہ اور جسم کی ہر قوت کو مشقت اور محنت میں ڈالتے نہیں دیکھا؟ اور جب تک وہ ایسا نہ کریں۔ کوئی امتحان پاس نہیں کر سکتے۔ کوئی ملازمت حاصل نہیں کر سکتے۔ کسی کامیابی کو پہنچ نہیں سکتے۔ بعینہٖ اسی طرح ہدایت کا معاملہ ہے۔ چونکہ اس کے ساتھ سب سے بڑی کامیابی اور سب سے بڑا انعام وابستہ ہے۔ اس لئے اس کے راستہ میں بھی ویسی ہی مشقت اور قربانی اور مجاہدات اور امتحانات کی ضرورت ہے۔ ہزاروں نفسانی خواہشوں۔ سینکڑوں اخلاقی کمزوریوں۔ ہزاروں دھوکوں اور شیاطین کی چالوں اور ہر طرح کے دنیاوی لالچ اور فوائد کی ٹھوکروں سے بچ کر نکلنا پڑتا ہے۔ تب یہ راستہ ہاتھ آتا ہے۔ بالکل سچ کہا ہے کسی نے ؎

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

اس کے بعد ایک اصولی غرض اور بھی ہے۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی کا منشاء اور مرضی یہی ہے۔ کہ ایمان اور ہدایت قدرے مشتبہ حالت میں رہیں ورنہ پھر اجر مترتب نہیں ہو سکتا۔ پس جو شخص مثلاً سو میں سے سو پیشگوئیاں کسی نبی کی اپنی عقل کے موافق یا حساب و الجبرا کے قواعد کے مطابق پوری ہوتی دیکھنی چاہتا ہے۔ وہ کبھی بھی ہدایت نہیں پا سکتا۔ کیونکہ اگر ایسا ہو سکتا۔ تو ایمان پر اجر اور ثواب کا مترتب ہونا اور انسان کو اپنے یقین کے بدلے دائمی خوشحالی اور راحت کا ملنا محض بے انصافی ہوتا۔ اللہ تعالےٰ نے ایمان اور ہدایت کی ہر صداقت اور شاخ پر بہت سے حجاب رکھے ہیں۔ مگر وہ پردے ایسے ہیں۔ کہ کچھ روشنی ان میں سے چھنتی رہتی ہے۔ تا کہ سچی کوشش کرنیوالے طالب اور سچی بصیرت والے متلاشی اس کو مان لیں۔ اس کے بعد بہت سے مجاہدات اور صحبت اولیاء و انبیاء سے وہ پردے ایک ایک کر کے اٹھنے شروع ہوتے ہیں۔ آخر پھر اتنا حجاب رہ جاتا ہے۔ کہ اس کے پیچھے سے جو نظر آتا ہے۔ وہ ایسا ہی یقینی ہوتا ہے۔ جیسے گویا کہ کوئی حجاب ہے ہی نہیں۔ پھر باقی جو ہوگا۔ وہ آخرت میں بالکل ظاہر اور بے پردہ ہو جائیگا۔ پس جب ہدایت کا معاملہ ہمیشہ قرائن قویہ کے ساتھ قدرے حجاب کے اندر ہے تو ایسے ثبوت صداقت طلب کرنا جو ۲+۲=۴ کے مطابق ہوں۔ خود اپنے تئیں ہدایت سے محروم رکھنا ہے۔ ایسے معترضین سے میں پوچھتا ہوں۔ کہ اگر یہی راہ تحقیق تھی۔ تو آدم ؑ سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک جو اکثر لوگوں نے انبیاء کو نہیں مانا۔ تو کیا انہوں نے اچھا کیا؟ کیا ابوجہل ابولہب۔ فرعون۔ نمرود اور قارون وغیرہ لوگ ۲+۲=۴ والے سارے ثبوت دیکھ کر جان کر ہی منکر رہے تھے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ تو ہمیشہ یہی کہتے رہے۔ کہ یہ سب شبہ والے نشانات ہیں۔ ہم تو ایسے صاف اور بے شبہ نشانات مانگتے ہیں۔ جو ہمارے بزرگوں کے قصوں میں مذکور ہیں۔ پس اے طالب حق دیکھ۔ کہ تیرا قدم اور تیرا طریقہ کس جماعت کے ساتھ ہے۔ ابوبکر رضؓ نے آنحضرتؐ کے کتنے نشانات کی پڑتال کی تھی۔ اور اگر نہیں کی تھی۔ اور سنتے ہی مان لیا تھا۔ تو پھر کیا ان کا درجہ اس ایمان کی وجہ سے کچھ کم ہو گیا تھا؟ یا ان کو اسکے عوض صدیق کا خطاب ملا تھا؟

صدیق رضؓ نے صرف آپ کا صادق اور پُرنور چہرہ اور بے تصنع گفتگو ہی دیکھی تھی۔ اور یہ دیکھا تھا۔ کہ جو تعلیم آپ پیش کرتے ہیں۔ وہ اچھی تعلیم ہے۔ اسی طرح اب بھی کوئی صدیق بننا چاہے۔ تو اس کے لئے صرف اتنا ہی دیکھ لینا کافی ہے۔ ہاں اگر صدیق بننے کی تاب نہیں۔ تو پھر بڑے سے بڑا معیار صداقت

انبیاء کا جو قرآن مجید نے پیش کیا۔ اور جس سے زیادہ واضح اور صاف طریقہ ڈھونڈنا دراصل ایمان کے ہی منافی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ انسان کسی راستباز کی صداقت پر زیادہ سے زیادہ اتنے نشان اور ثبوت طلب کر سکتا ہے۔ جتنے نشانات ثبوت وہ خود اپنے بیٹے کو اپنا بیٹا یقین کرنے پر اپنے پاس رکھتا ہے۔ (یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم)

کبھی کوئی شخص اپنے بیٹے کو اپنا واقعی بیٹا کہنے کے لئے ۲+۲=۴ کی طرح کے دلائل نہیں مانگتا۔ نہ رکھتا ہے۔ نہ یہ ممکن ہے۔ ہاں قرائن قویہ اور حسن ظنی کی روشنی میں وہ اسکو ایسے یقین تام کے ساتھ اپنا بیٹا سمجھتا ہے۔ کہ نہ صرف وہ اس پر قسم کھانے کو تیار ہو جاتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی شبہ کرے۔ تو اس سے لڑنے مرنے کو آمادہ ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ بھی اپنے نبی کے لئے اتنا ہی ایمان چاہتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ پس جو دلائل بھی کوئی شخص اپنے لڑکے کو اپنا بیٹا ثابت کرنے کے لئے دینے کو تیار ہو۔ وہی دلائل ہماری طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر لے لے۔ اس سے بڑھ کر مانگنا بدنصیبی اور شقاوت کی دلیل ہے دوسری طرف ہم بھی اس سے صرف اتنا ہی یقین اور ایمان مانگتے ہیں۔ جتنا وہ اپنے صاحبزادہ کا اپنا بیٹا ہونے کے متعلق رکھتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ اور یہی نجات کے لئے کافی ہے۔

ہمارے نزدیک تو ایک باپ اپنے لڑکے کو اپنا حقیقی بیٹا ماننے کے لئے یہ تین وجوہات رکھتا ہے۔ (۱) حسن ظنی لڑکے کی ماں کی عفت کے متعلق (۲) باپ کے ساتھ شکل وشباہت اور نقش و نگار میں مشابہت۔ مثلاً ناک۔ کان۔ آنکھ وغیرہ کا مشابہ ہونا۔ یا بعض اخلاق اور حرکات کی مماثلت (۳) باپ میں اولاد پیدا کرنے کی قوت یعنی رجولیت کی موجودگی۔

جہاں یہ تینوں باتیں جمع ہو جائیں گی۔ یعنی باپ میں رجولیت ہوگی۔ ماں کی عفت پر لوگوں کو یہ حسنِ ظن ہوگا۔ کہ وہ عفیفہ ہے۔ اور لڑکا اپنے باپ سے بعض خاص نقش و نگار میں مشابہ ہوگا وہاں فوراً اس لڑکے کی بابت یہ یقین ہو جائیگا۔ کہ وہ اپنے باپ کا ہی نطفہ ہے۔

اسی طرح جب ہم مدعیان نبوت کو پرکھتے ہیں۔ کہ آیا وہ خدا کی طرف سے ہیں۔ تو ہم (۱) اول تو ان کی پہلی لمبی معصوم اور نیک زندگی کو دیکھکر مجبور ہو جاتے ہیں۔ کہ ان پر یہ حسن ظن کریں۔ کہ اُن کا دعوئے نبوت بھی سچا ہے۔ کیونکہ نبی کی نبوت کے زمانہ کی زندگی اسکی پہلی زندگی کے لئے بطور بیٹے کے ہے۔ پس جب ماں نیک متقی۔ صالحہ اور عفیفہ تھی۔ تو نتیجہ جو چالیس سال بعد پیدا ہؤا۔ لامحالہ اس پر بھی کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوی سے پہلی زندگی کو مقدس اور مطہر ثابت کرنے کے لئے ہم ہر جگہ تیار ہیں۔ بلکہ خود ان کے دشمنوں کے منہ سے۔

(۲) بعض خاص صفات اور نقش و نگار میں مشابہت اس کا ثبوت یوں ہے۔ کہ جیسا بیٹے کی اصلیت کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ باپ کے بعض نقش و نگار اپنے اندر ظاہر کرے۔ اسی طرح جو خدا کی طرف سے آتا ہے۔ اس کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ وہ خدائی صفات بلکہ خاص ایسے صفات دنیا پر ظاہر کرے۔ جو عام مخلوقات میں سے کوئی اور شخص ظاہر نہ کر سکتا ہو۔ پس ہم ذمہ وار ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے خاص صفات کا جلوہ اور ظہور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دنیا میں ظاہر ہونا ثابت کریں۔ جس سے معلوم ہو۔ کہ وہ خدا کی طرف سے آئے ہیں۔ مثلاً صفت علم غیب صفت خلق۔ صفت قدرت۔ صفت شفائے خاص۔ صفت غلبہ اور قہر۔ صفت احیاء و افناء صفت حفاظت بمقابلہ اعداء وغیرہ وغیرہ۔ سو جس طرح بیٹا باپ کے نقوش اپنے اندر دکھاتا ہے۔ اسی طرح نبی خدا کے نقش و نگار اپنے اندر ظاہر کرتا ہے۔ اگر صرف ایک دو اعضاء کی مماثلت سے ایک بیٹا کہلا سکتا ہے۔ تو کیا خدا تعالےٰ کی بکثرت صفات یا بلفظ دیگر بہت سے نقش و نگار الوہیت کے اظہار سے وہ مدعی خدا کی طرف سے نہ سمجھا جائیگا؟

(۳) تیسرے یہ بات کہ باپ میں رجولیت کی طاقت ہو۔ اگر نہ ہوگی۔ تو بیٹا اس کا نہیں کہلا سکتا۔ اسی طرح اگر اسلام کا خدا ایسا خدا ہوتا۔ کہ وہ کچھ نبی پہلے زمانہ میں پیدا کر کے اب آئندہ کے لئے ایسے پاکیزہ نمونے مخلوقات کے لئے پیدا کرنے سے (آریہ کے پرمیشر کی طرح) عاری ہو جاتا۔ یا کبھی بھی اس میں (برہموؤں کے خدا کی طرح) یہ طاقت اور قدرت ہی نہ ہوتی۔ بلکہ مادر زاد نامرد کی طرح کوئی اعلےٰ نمونہ اور اسوہ انسان کامل کا پیدا ہی نہ کر سکتا۔ تب تو یہ شبہ ہو سکتا تھا۔ مگر اسلام کا خدا تو وہ ہے۔ جس نے فرمایا۔ کہ میں وہ قادر خدا ہوں۔ جس نے دنیا کی ہر قوم اور ہر ملک میں نبی بھیجے۔ اور جب جب بھی ضرورت ہوئی۔ اور ہوگی۔ میں ہمیشہ اپنی آیات دے کر مخلوقات کی ہدایت کے لئے حسب ضرورت نبی پیدا کرتا رہوں گا۔ اس حالت میں پھر یہ شبہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ وہ خدا جس نے ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ۔ عیسےٰؑ اور آنحضرت صلعم کو پیدا کیا تھا۔ اب ایسا ناکارہ۔ لاچار۔ بوڑھا۔ اور عنین ہو گیا ہے کہ اس پُر از فساد زمانے کیلئے ایک مسیح موعود کو پیدا نہ کر سکتا۔ ہاں اگر خدا پر ایسا شبہ ہو۔ کہ اسکی طاقتیں آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئیں۔ تو یہ ثبوت ہمارے ذمہ رہا کہ ہمارا خدا اب بھی ویسا ہی غیر متبدل اور قادر خدا ہے۔ جو ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا۔

اب ان تین ثبوتوں کے بعد مخالف یا طالب حق کو کوئی عذر سوائے ماننے کے نہیں رہے گا ہاں اس سے بڑھ کر اگر کوئی ثبوت مانگتا ہے۔ تو وہ پھر مباہلہ کرے۔ کیونکہ ضدی انسان سوائے خدا کی مار کے اور کسی نرم طریقہ سے درست نہیں ہو سکتا۔

واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

کانگرس کے ارباب حل وعقد کی عجیب ذہنیت

اخبارات میں یہ بہت حیران کن خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ ہری پور کے مقام پر کانگرس کا جو اجلاس ہونے والا ہے۔ اس میں شامل ہونے والوں کے لئے کھانے کے علاوہ دودھ اور گھی وغیرہ خالص مہیا کرنے کے انتظامات نہایت اعلےٰ پیمانہ پر کئے جا رہے ہیں۔ اور اس غرض کے لئے کئی سو گائیں وہاں لے جا رہے ہیں۔ لیکن عجیب بات یہ ہے۔ کہ گوشت کا وہاں کوئی انتظام نہ کیا جائیگا۔ اگر تو کانگرس ایک خالص ہندو ادارہ سمجھا جاتا۔ یا ظاہر کیا جاتا تو اس بات پر کسی کو اعتراض کرنے کا حق نہ تھا۔ لیکن جب کہا یہ جاتا ہے۔ کہ کانگرس تمام ہندوؤں۔ مسلمانوں۔ سکھوں۔ عیسائیوں کی متحدہ جماعت ہے۔ تو پھر ہر شخص کو یہ دریافت کرنے کا حق ہے۔ کہ اس میں شامل ہونے والے مسلمانوں کو مجبور کریں۔ کہ وہ صرف ساگ پات پر ہی گذارہ کریں۔ کانگرس کی ہندووانہ ذہنیت کو بالکل بے نقاب کر دینے والی بات ہے۔ کانگرس کے ارباب حل وعقد کا فرض ہے۔ کہ وہاں چونکہ ہر خیال اور ہر مذہب کے لوگ شامل ہو رہے ہیں۔ اس لئے سب کے مناسب حال کھانے کا انتظام کریں۔ اور کسی کی خوراک پر کوئی پابندی عاید نہ کریں۔ جب کانگرس کا عمل یہ ہے۔ کہ وہ ایک اجلاس کے موقعہ پر بھی کسی کی گوشت خوری کو گوارا نہیں کر سکتی۔ تو یہ امید کس طرح کی جا سکتی ہے۔ کہ ہندوستان کی حکومت جب کلیۃً اس کے ہاتھ میں آجائیگی تو وہ مسلمانوں اور دوسری اقوام کو آزادانہ کھانے پینے کی اجازت دیگی۔ اور جب یہ بھی اطمینان نہ ہو۔ کہ خوراک ہی آزاد نہ ہوگی۔ تو مذہبی آزادی کا خیال بھی ان میں نہیں لایا جا سکتا۔ ابھی جبکہ اس کے اختیار میں کچھ نہیں تو وہ اس طرح جبر کر رہی ہے۔ لیکن جب وہ با اختیار ہوگی۔ تو خدا جانے کیا کرے گی۔ ؎

اس بے بسی پہ ذات بشر کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

ہم اپنے مسلمان کانگرسی بھائیوں سے پر زور درخواست کریں گے۔ کہ وہ اس صریح اور واضح حق تلفی کے خلاف آواز اٹھائیں۔ اور منتظمین کو مجبور کریں۔ کہ ان کی خوراک پر سے یہ پابندی فی الفور دور کر دیں۔ غیرت کا تقاضا ہے۔ کہ جب تک انہیں وہاں کھانے پینے کی آزادی حاصل نہ ہو۔ وہ متفقہ طور پر اجلاس میں شرکت سے انکار کر دیں۔

کوئی شخص اپنے گھر میں چاہے کتنا عرصہ گوشت نہ کھائے۔ لیکن کسی کی طرف سے خوراک پر پابندی کو گوارا کر لینا سخت بے عزتی اور بے حمیتی ہے۔ جسے اسلام گوارا نہیں کر سکتا۔

اساتذہ و طلباء مدرسہ احمدیہ کیطرف سے ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی۔اے کو مبارکباد

ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ احمدیہ اطلاع دیتے ہیں۔ کہ:۔ ۱۳/۱/۳۸ کو مدرسہ ہذا کے اساتذہ و طلباء کا ایک غیر معمولی جلسہ ہؤا۔ جسمیں مندرجہ ذیل ریزولیوشن باتفاق رائے پاس ہؤا۔

ریزولیوشن:۔ جملہ اساتذہ اور طلباء مدرسہ احمدیہ کا یہ جلسہ ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی اے نومسلم ٹیچر مدرسہ ہذا کو اس عزم و ثبات اور حقیقی مسرت اور بشاشت مومنانہ کے اظہار پر جو کہ انہوں نے ایسے وقت جبکہ ایک تبلیغی ٹریکٹ بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا دین دھرم شائع کرنے کی بنا پر مجسٹریٹ صاحب علاقہ کے اس حکم کے سنانے پر دکھلایا۔ جس کو صاحب موصوف نے اپنے پورے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے جو ان کو دفعہ ۱۸۔ ایکٹ ۲۳ کی رو سے حاصل تھے۔ انتہائی سزا کے ذریعہ سے یعنی چھ ماہ قید سخت اور ایک سو روپیہ جرمانہ اور بصورت عدم ادائیگی ڈیڑھ ماہ مزید قید سخت کا اعلان فرمایا۔ اور پھر اس اظہار اطمینان فرمانے پر کہ جب ہتھکڑی ان کو پہنانے کیلئے پیش کی گئی۔ تو انہوں نے اسکو شادمانی کے ساتھ بوسہ دیا۔ اور فرمایا کہ مجھے اس صداقت کے ظاہر کرنے پر جو سزا بھی دی جائے۔ اسکو بخوشی برداشت کروں گا۔ نہایت محبت اور تپاک کے ساتھ ان کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا اور ان کو یقین دلاتا ہے۔ کہ اس معاملہ میں محض سچے دین اور سچے عقیدہ کے اظہار کی وجہ سے جو فیصلہ ان کے خلاف دیا گیا ہے۔ اس سے ہمارے دل سخت مجروح ہیں۔ اور ہم سب انکی اس تکلیف میں جسے وہ بے شک نہایت مسرت اور ابتہاج کے ساتھ برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ دلی ہمدردی رکھتے اور دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ ان کی اس اخلاص سے پُر قربانی کو قبول فرمائے۔ آمین۔

ایک دیہاتی کی سرگذشت

(۱)

مکرم محترم ملک مولا بخش صاحب پنشنر کلرک آف سشن کورٹ حال پریذیڈنٹ سمال ٹاؤن کمیٹی قادیان نے مندرجہ ذیل رسالہ منظوم شائع کیا ہے۔ جس میں ایک دیہاتی کی زبانی ساہوکاروں اور اہلکاروں کی ستم رانی اور زمینداروں کی جماعت کے نقصانات کی کہانی سادہ نظم میں بیان کی ہے۔ جو موجب دلچسپی ہے۔ اس لئے اسکو ناظرین فاروق کی تفنن طبع کے لئے باقساط فاروق میں نقل کیا جائے گا۔ (ایڈیٹر)

ایک صاحب کی دیہاتی سے ملاقات اور دریافت حال

ایک دیہاتی سے پوچھا میں نے حال
کیا سبب چہرے پہ تیری ہے ملال
پھٹ رہا ہے جا بجا تیرا لباس
اور تری ہر بات سے ٹپکے ہے یاس
سب جہاں کو کپڑے پہناتا ہے تُو
پھر بھی خود ننگا نظر آتا ہے تُو
غلہ دیتا کھانے کو گھر گھر ہے تُو
گویا رزّاقی کا اِک مظہر ہے تُو
ساری دنیا جب تری مہمان ہے
کیوں تہی خود تیرا دسترخوان ہے

دیہاتی کا جواب اور اپنی حالت کا بیان

اِک بھرا دل تھا لئے بیٹھا غریب
بولا کیا بتلاؤں بس میرے نصیب
ہے خدا کے رحم پر میری نظر
بات تب بنتی ہے بارش ہو اگر
ہوگئی بارش تو کھِل جاتا ہوں مَیں
ہل لئے تب کھیت پر آتا ہوں مَیں
آگے بیل اور پیچھے جُت جاتا ہوں مَیں
ویسے تو انسان کہلاتا ہوں مَیں
پھاڑتے ہیں کرکے محنت ہم زمیں
توڑتے پھر اسکے ڈھیلے ہیں وہیں
بونے کے قابل یہ ہو جاتی ہے جب
میری مشکل بھی شروع ہوتی ہے تب

قرض لینے کی ضرورت اور ساہوکار کا پہلی ملاقات میں اسکو نرمی سے پھانسنا

پاس میرے بیج کو دانہ نہیں
اور بن قرضے کے وہ آنا نہیں۔
عرض کی جاکر یہ ساہوکار سے
شاہ جی کچھ بیج کو دانہ ملے
شاہ جی بولے کہ آؤ چودھری
آپ کی خاطر ہے سب گندم دھری
آپ کے ہیں آسرے ہم بھی پڑے
گائے بھینس اور گھوڑا ٹٹو ہیں کھڑے
شوق سے لیجائیے گندم تو اب
آپ کے پر ایک سے سو ہوویں جب
اس میں کچھ حصہ ہمارا بھی تو ہو
ڈھور ڈنگر کا گذارہ بھی تو ہو
ہم نہیں کہتے کہ آدھا ہم کو دو
کچھ نہیں تو ایک کے دو دو تو دو
میں نے سمجھا یہ تو سیدھی بات ہے
پیچ ہے اس میں نہ کوئی گھات ہے
ثبت انگوٹھا ہی پر کر دیا
اور غلّہ لے روانہ گھر ہُوا

ناقص بیج اور صاف کرنے میں غفلت

اس میں کچھ گندم تھی کچھ جَو کچھ چنے
اور بھی کچھ بیج تھے تھوڑے گھنے
بیج کا کرتی زمیں تھی انتظار
اور میں تھا اس سے بڑھ کر بے قرار
صاف کرنے کا کسے آتا خیال
بیج جوں کا توں دیا کھیتی میں ڈال

کھیتی اُگنے پر ساہوکار کا آنا اور سبز چارہ مفت لیجانا

اپنا سرمایہ دیا سب خاک میں
خود توکّل کرکے بیٹھا تاک میں
فضل ربی سے ہوئی کھیتی ہری
لہلہانے لگ پڑی ہوکر بڑی
بیل میرے کے لئے چارہ ہُوا
وہ بھی کچھ خوشحال بے چارہ ہُوا
شاہ جی بھی آگئے اک دن وہاں
کھیت پر اپنے کھڑا تھا مَیں جہاں
بولے کچھ گائے کا حصّہ دیجئے
نیز ٹٹو کی دعائیں لیجئے
سبز چارہ لاد کر وہ لے گئے
اور مجھے شاباش منہ سے دیگئے

پٹواری اور دیگر عہدہ داران مال کی سختی اور فصل کا نقصان

اگلے دن پٹواری صاحب آگئے
ہفتہ میں اک باری وہ ٹھیرا گئے
قانونگو باقی نویس اور ذیلدار
اردلی چپڑاسی دیگر اہل کار
سب کے سب کرتے تھے اپنا اپنا وار
افسروں کے دوروں کی اسپر تھی مار
اس طرح سے کھیت آدھا کٹ گیا
دھن لٹا میرا۔ مرا دل پھٹ گیا
بچ سکا حصہ جو ان حضرات سے
چوہوں سے اور دوسری آفات سے
اس کا پکنے کو ہُوا دانہ قریب
خوش ہُوا مَیں اب کھلے میرے نصیب
کاٹ کر دانہ ہُوا انبار جب
دی صدا منگتوں نے کچھ دو نام رب
دل تو میرا پہلے ہی سے تھا بھرا
یہ صدا سنکر میں ان پر پل پڑا
کی تواضع گالی سے اور لات سے
ایک بھی دانہ دیا نہ ہات سے

دیہاتی کا گندم بیچ کر پھر بھی خالی ہاتھ رہنا

ساہوکار اتنے میں حاضر ہو گیا
اور کہا دو چودھری قرضہ مرا
جو دیا تھا اس سے دُگنا لے گیا
بار اک بھوسے کا اور ہتھیا لیا
آکے نمبردار نے پھر دی صدا
مالیہ سرکار کا کردو ادا
جلد تر منڈی میں غلہ لے چلو
آج کل اچھا ہے بھاؤ بیچدو
لاد کر منڈی میں غلہ لے گیا
اور دلاّلوں کے آگے دھر دیا
بولے تیری جنس ہے ناقص بڑی
اسکی کیا قیمت اٹھیگی چودھری
الغرض بیچا اسے جوں توں بنا
مالیہ سرکار کا پورا کیا
تھوڑے پیسے جو بچے میرے لئے
دوسرے قرضوں میں وہ بھی دیدیئے
اور میں خالی کا خالی رہ گیا
کرکے محنت بھی نہ کچھ مجھکو بچا
پھر بھلا کیونکر نہ میں مغموم ہوں
پھل سے محنت کے بھی جب محروم ہوں

مدرسہ احمدیہ میں ایک استاد کی ضرورت } ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ احمدیہ اطلاع دیتے ہیں۔ کہ مدرسہ احمدیہ قادیان میں ایک ایسے استاد کی ضرورت ہے۔ جو مولوی فاضل او۔ ٹی کی ڈگری کے علاوہ انٹرنس یا بی۔ اے بھی پاس کرچکا ہو۔ صرف مولوی فاضل بھی درخواست دے سکتے ہیں۔ لیکن ترجیح اسکو ہی ہوگی۔ جو دوسرے امتحان بھی پاس شدہ ہو۔ تنخواہ ۳۵ سے شروع ہوکر ۴ روپیہ سالانہ ترقی ۵۵ تک کے گریڈ میں ہوگی۔ مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کی تصدیق سے درخواستیں معہ کوائف سرٹیفکیٹوں کے ۱۰ر فروری تک ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ احمدیہ کے نام پہنچ جانی چاہئیں۔

ہفتہ بھر کی خبروں کا انتخاب

راولپنڈی۔ ایک قتل کے مقدمے کے دعویٰ میں انسپکٹر پولیس۔ سب انسپکٹر پولیس اور ہیڈ کانسٹیبل تینوں معطل کئے گئے۔

کلکتہ۔ مسلم لیگ نے کانگرس سے تصفیہ کے لئے تین شرائط پیش کئے۔ ان شرائطوں کے ماننے کے بعد مسلم لیگ اور کانگرس میں صلح پر گفت وشنید ہوسکتی ہے۔

— افواہ ہے۔ کہ سر شادی لال پریوی کونسل کی رکنیت سے عنقریب مستعفی ہو جائیں گے ان کی جگہ سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کا تقرر عمل میں آئے گا۔

کلکتہ۔ ۱۳ر جنوری۔ حکومت بنگال نے یکم اپریل سے صوبہ میں امتناع شراب کی سکیم کو تجربہ کے طور پر ضلع نواکھلی میں نافذ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اس تاریخ سے تمام ضلع میں شراب کی دوکانیں بند کر دی جائینگی۔

لنڈن۔ ۱۳ر جنوری۔ سلطان ابن مسعود والئے حجاز کی دعوت پر ملکہ میری کے بھائی ارل آتھلوں اپنی بیگم کے ہمراہ ۱۸ر فروری کو حجاز روانہ ہو جائیں گے۔ یہ پہلی مرتبہ ہے۔ کہ برطانوی شاہی خاندان کے افراد شاہ ابن مسعود کی مملکت میں جا رہے ہیں۔

ریلوے ملازموں کی ضرورت

(۱) نارتھ ویسٹرن ریلوے کو اپنے مختلف ڈویژنل دفتروں کے لئے عارضی ٹریسیروں کی ضرورت ہے۔ تنخواہ کا گریڈ ۳۰-۵-۵۰-۵/۲-۶۰ روپیہ ماہوار ہے۔ جو مستقل جگہ نکلنے پر مستقل کئے جاویں گے۔ ٹامسن انجینئرنگ کالج رڑکی یا گورنمنٹ انجینئرنگ سکول رسول ضلع گجرات یا کسی اور مستند ٹیکنیکل سکول کا ڈرافسمین پاس شدہ ہو۔ عام تعلیم اچھی ہو سادے ڈائیگرام اور اسٹیمیٹ وتحریر کا معمولی امتحان لیا جائے گا۔ عمر ۱۵ر فروری ۱۹۳۸ء کو ۲۵ سال سے زائد اور ۱۸ سال سے کم نہ ہو۔ عرضی کا فارم ہر ایک بڑے سٹیشن سے ایک روپیہ کو مل سکتا ہے۔ اسے اپنے ہاتھ سے پُر کر کے ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور کو ۱۵ر فروری ۱۹۳۸ء سے پہلے بھیجدی جائیں۔ عرضی کے ہمراہ سارٹیفکیٹوں کی نقول تصدیق شدہ (یعنی تعلیمی چال چلن اور کھیلوں کی سندات) بھی ہوں۔

لکھنؤ۔ ۱۶ر جنوری۔ یوپی کے کانگرسی نمائندوں کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے پنڈت جواہر لال نہرو نے کہا۔ میرے اعلان کے متعلق مسٹر جناح نے جو جواب دیا ہے۔ اسے جواب نہیں کہا جا سکتا۔ اقلیتوں کے متعلق کانگرس کی پالیسی واضح ہے۔ اور وہ ان کے حقوق کے متعلق تبادلہ خیالات کرنے کے لئے تیار ہے۔ لیکن اپنے اصول کو ترک نہیں کر سکتی

بمبئی۔ ۱۶ر جنوری۔ ڈاکٹر ساورکر صدر ہندو مہا سبھا نے ہندو مسلم مصالحت کی گفتگو پر اظہار خیالات کرتے ہوئے کہا۔ کانگرس کو چاہیئے۔ کہ سب فرقوں سے مساوی سلوک کرے۔ اسے مسلمانوں کو واضح طور پر بتا دینا چاہیئے۔ کہ وہ اپنے آپ کو ہندوستانی بنائیں۔ اگر وہ ہمارے ساتھ نہیں ملیں گے۔ تو ہم ان کی مدد کے بغیر ہی آزادی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

پٹنہ۔ ۱۶ر جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ حکومت بہار نے صوبہ کے جیلوں کے تمام سپرنٹنڈنٹوں کو ہدایات جاری کی ہیں۔ کہ قیدیوں سے کولھو چلانے اور دیگر اس قسم کے کام نہ لئے جائیں۔ جن سے انہیں زیادہ جسمانی اذیت پہنچتی ہو۔

لنڈن۔ ۱۶ر جنوری لنڈن کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر جارج لینز بری نے کہا ہندوستان کے لئے تسلی بخش آئین مرتب کرنا باشندگان برطانیہ کی طاقت سے باہر ہے۔ آخر حکومت برطانیہ اس طریق کار کو اختیار کرنے پر مجبور ہو جائے گی۔ جو آسٹریلیا کے متعلق اختیار کیا گیا تھا۔ چنانچہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو خود ایک میز کے گرد بیٹھ کر اپنے وطن کے لئے آئین بنانا ہوگا۔

— حرم شریف کے اندر اور صفا اور مروہ کے درمیان برقی روشنی کا جدید انتظام کر دیا گیا ہے۔

— سول پرواز کی مصری کمپنی کو جدہ اور مدینہ کے درمیان ہوائی سروس جاری رکھنے کا چارٹر اس سال پھر دیا گیا ہے۔ طیارہ "البراق" اور دیگر ہوائی جہاز مصر سے جدہ آ رہے ہیں۔ جو حاجیوں کو مدینہ منورہ میں دو اڑھائی گھنٹہ میں پہنچا دیا کریں گے

حکومت فرانس کا ایک نمائندہ جو شام اور لبنان میں ہائی کمشنر رہ چکا ہے۔ جدہ پہنچ رہا ہے۔ وہ حجاز ریلوے کے متعلق حکومت حجاز کے ساتھ گفت وشنید کرے گا۔

— ڈیرہ اسماعیل خاں درابن روڈ پر ایک نوجوان اونٹ پر سوار آ رہا تھا۔ کہ اچانک اونٹ موٹر کی زد میں آ کر ہلاک ہو گیا۔ اور سوار مذکور بھی اونٹ پر سے گر کر موٹر کے آگے جاں بحق ہو گیا۔

سری نگر۔ یکم جنوری۔ وسطی ایشیا میں بدامنی کی وجہ سے ایک سو کے قریب تنگانی پناہ گزیں اپنے سردار کی سرکردگی میں سری نگر پہنچ گئے ہیں۔ ان لوگوں نے پہاڑوں کا دشوار گذار طویل راستہ گھوڑوں پر طے کیا ہے۔ ریاست کشمیر کی حدود میں داخل ہوتے ہی ان کے ہتھیار لے لئے گئے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ لداخ سے سری نگر آتے ہوئے راستہ میں ان کے ذخائر ماکولات ختم ہو گئے۔ اور ان کو گھوڑوں کا گوشت کھانا پڑا۔ کشمیر کے برطانی ریذیڈنٹ نے ان کی اقامت کے لئے ایک عالیشان عمارت مہیا کر دی ہے۔

بمبئی۔ ۱۵ر جنوری۔ مسٹر محمد علی جناح سے بہار کی جمیعۃ العلماء کے سکرٹری کی طرف سے بذریعہ تار یہ درخواست کی گئی۔ کہ کانگرس کے ساتھ گفتگوئے مصالحت کے آغاز سے قبل مولوی احمد سعید کی تجویز کے مطابق شرائط صلح طے کرنے کے لئے ایک آل مسلم کنونشن منعقد کی جائے۔ مسٹر جناح نے اس کے جواب میں لکھا ہے۔ کہ کانگرس کے ساتھ گفتگوئے صلح کے آغاز سے پہلے ایک آل مسلم کنونشن منعقد کرنے کی تجویز قبل از وقت غیر معقول ہے۔ اور میں ایسی تجویز کے سخت خلاف ہوں۔

لاہور۔ ۱۵ر جنوری۔ کل پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں حزب مخالف کی طرف سے سوال کیا گیا۔ کہ جب سے موجودہ حکومت برسر اقتدار آئی ہے۔ اس وقت سے کتنے فرقہ دار فسادات کن کن مقامات پر رونما ہوئے۔ وزیر اعظم کی طرف سے احمد یار خاں دولتانہ نے جواب میں بہت سے مقامات کا نام لیا۔ انہی سوالات کے سلسلہ میں سپیکر نے تمام ممبروں سے درخواست کی۔ کہ وہ ایسے سوال نہ کریں۔ جن میں فرقہ دار مسائل کے سلسلہ میں وزراء یا ان کے پارلیمنٹری سکرٹریوں یا کسی اور پر کسی قسم کا حملہ کیا جائے۔

کلکتہ۔ ۱۷ر جنوری۔ نواب سر محی الدین فاروق سابق وزیر بنگال کے انتخاب کے خلاف سپیشل ٹریبونل کے سامنے جس عذر داری کی سماعت ہو رہی تھی۔ اس کا آج فیصلہ سنا دیا گیا۔ ٹریبونل نے ان کے انتخاب کو ناجائز قرار دیتے ہوئے ان کو چھ سال کے عرصہ کیلئے کسی انتخاب میں شامل ہونے یا ووٹ دینے کے حق سے محروم کر دیا ہے۔

لاہور۔ ۱۷ر جنوری۔ میر مقبول محمود پارلیمنٹری سکرٹری نے اسمبلی کے اجلاس میں چند سوالات کئے تھے۔ اس پر ایک ممبر کی طرف سے سوال اٹھایا گیا۔ کہ کیا پارلیمنٹری سکرٹری کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ وہ کسی معاملہ کے متعلق حکومت سے سوال کرے۔ آج سپیکر نے رولنگ دیتے ہوئے کہا۔ کہ کوئی پارلیمنٹری سکرٹری کسی معاملہ کے متعلق سوال نہیں کر سکتا۔

طبی کالم

ہمدردانِ فاروق میں سے ایک دوست نے مجھے مشورہ لکھ کر بھیجا ہے۔ کہ فاروق میں ایک کالم طبی ہر ہفتہ رکھا جائے۔ جس میں ناظرین فاروق اپنی یا اپنے کسی دوست کی کسی بیماری کے متعلق سوال بغرض جواب لکھکر بھیجا کریں۔ اور اس بیماری کے علاج کا ہمارے احمدی اطباء و ڈاکٹر نہایت سہل اور کم خرچ نسخہ تجویز کر کے ثواب حاصل کریں۔ میں اس مہربان دوست کے اس مشورہ کی قدر کرتا ہوں۔ آج سے ہمیشہ فاروق میں ایک طبی کالم مستقل طور پر ہوا کریگا۔ جس میں مریضوں کے سوالات بلا کسی اجرت کے درج ہوا کریں گے اور جو جواب ان کا اطباء کی طرف سے دفتر فاروق میں پہنچیگا۔ وہ نہایت احتیاط کے ساتھ شائع کر دیا جائیگا۔ اور کسی سائل کا نام ظاہر نہیں کیا جائیگا بلکہ سوالات کے نمبر شمار ہوں گے۔ جواب بھی اسی نمبر کے حوالہ سے نقل کیا جائے گا۔ جس ہفتہ کوئی سوال کسی کی طرف سے دفتر میں نہیں پہنچیگا۔ تو اس ہفتہ خاکسار ایڈیٹر طبی کالم کے مناسب کوئی مضمون یا کوئی نسخہ مجرب کسی معتبر طبی رسالہ سے درج کر دیا کریگا۔ چونکہ اس ہفتہ پہلی دفعہ یہ کالم کھولا جاتا ہے۔ اس لئے سوال کوئی نہیں۔ صرف ایک مفید عام نوٹ شائع کرتا ہوں۔ طبی سوال بھیجنے والے کے لئے یہ شرط ہے۔ کہ وہ فاروق کا خریدار ہو۔ تاکہ اسکو فاروق میں جو جواب اس کے استفسار کا نکلے وہ اس کو مل سکے۔

یونانی دوائیں

طب یونانی کی موجودہ زبوں حالی کے منجملہ اور اسباب کے ایک اہم سبب اصلی دواؤں کا دستیاب نہ ہونا ہے۔ طبیب کا کام نسخہ لکھدینے کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے علم و تجربہ کے مطابق مرض کو دور کرنے کے لئے مؤثر دوائیں سوچ سمجھکر لکھتا ہے۔ لیکن جب اس کا اثر الٹا ہوتا ہے۔ تو اسکی وجہ عموماً یہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ یا تو اصلی دوا سرے سے ملتی ہی نہیں۔ اور اسکی بجائے خدا معلوم کیا چیز دے دی جاتی ہے۔ (جو بعض حالات میں انتہائی مضر بلکہ مہلک بھی ہو جاتی ہے) یا یہ کہ دوا تو اصلی ہے۔ لیکن مدت کی رکھی ہوئی ہوتی ہے۔ اور اس کے اثرات امتداد زمانہ کی بدولت باطل ہو چکتے ہیں۔ مشک عنبر۔ مروارید اور زعفران مومیائی وسلاجیت زہر مہرہ وجدوار اور اس قبیل کی اکسیر صفت چیزیں تو اکثر مقامات میں عنقا کا حکم رکھتی ہیں۔ اور ان کی بجائے

مصنوعی و نقلی مال (جو بہ ظاہر دیدہ فریب اور رنگ و بو کے اعتبار سے اصل سے بھی اعلیٰ معلوم ہوتا ہے) ہی بازار میں ملتا ہے۔ یورپ بھی اپنی تاجرانہ مہارت اس نقالی میں خوب صرف کر رہا ہے۔ خالص ہندوستانی چیزیں مثلاً سرزمین کشمیر کی زعفران جس پر ہندوستان کو بجا طور پر ناز تھا۔ آج سوائے چند گنی چنی معتبر جگہوں (مثلاً ہمدرد دواخانہ۔ ویدک یونانی دواخانہ دہلی) کے اور کہاں ملتا ہے۔ بازار میں جو چیز زعفران کے نام سے ملتی ہے۔ وہ اسپین یا جرمنی کی صناعی کا ایک نمونہ ہوتی ہے۔ خیر یہ قیمتی ادویہ عموماً امراء و رؤسا کے لئے مخصوص ہونے کے باعث قلیل الاستعمال ہیں۔ اس لئے ان کی اصلیت میں اگر فرق ہے۔ تو اتنا نقصان نہیں ہوتا۔ جتنا کہ ہمیں روزمرہ ہونے والی دواؤں میں نقلی مال ملنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ غضب خدا کا چیچک و موتی جھرہ میں جب کہ مریض کا ہر نفس نفس واپسیں معلوم ہوتا ہے اس وقت خاکسی کے نام سے جو چیز آتی ہے۔ وہ تمباکو کے اجزاء پر مشتمل اور گرد و غبار سے اٹی ہوئی ہوتی ہے۔ پیچش کے لئے ریشہ خطمی کی سی کثیر الاستعمال و سریع النفع چیز کی جگہ دھتورے کی جڑ۔ شیر خشت کی بجائے گوند ملی ہوئی کوئی چیز جو قبض کو اور بڑھا دے۔ عناب ولایتی کی جگہ جھڑبیری جو حلق و ریہ کی خشونت کو بڑھا دے۔ وغیرہ وغیرہ یہ حال ہے ہماری روزمرہ کی دواؤں کا۔ اس صورت میں مریضوں کی صحت کا جو حشر ہوگا۔ وہ ظاہر ہی ہے ذرا ہمارے دوا فروش طبقے کو دیکھئے۔ کہ ان کو دوا شناسی اور دوا سازی سے کتنا مس ہے؟ ان میں سے کتنے ہیں۔ جو اصلی اور نقلی دوا میں امتیاز کر سکتے ہیں؟ اسے بھی جانے دیجئے۔ غضب تو یہ ہے۔ کہ بعض بعض جگہ خصوصاً دیہات میں ایسے ایسے عطار آپ کو ملیں گے۔ جو نسخہ پڑھ بھی نہیں پاتے اور اٹکل و قیاس سے اپنی من مانی دوائیں مریض کو دیکر چلتا کر دیتے ہیں۔ ان کے دواخانوں اور دوکانوں کی حالت دیکھئے۔ تو برسوں کی پرانی سڑی بسی دوائیں انتہائی میلے اور گندے ڈبوں یا لکڑی کے خانوں میں ملیں گی۔ جن کا منہ عموماً کھلا ہی رہتا ہے۔ اور وہ چوہوں اور دوسرے حشرات الارض کے مستقل آماجگاہ بنے رہتے ہیں۔ دوا کے ساتھ ساتھ کوڑا کرکٹ اور چوہوں وغیرہ کی مینگنیوں کا مخلوط ہونا اور ان کی وجہ سے دوا کے رنگ و بو اور ذائقہ میں ایسا تغیر ہو جانا کہ ہوشیار سے ہوشیار طبیب بھی پہچان نہ سکے۔ کہ یہ کیا دوا ہے۔ روزمرہ کا مشاہدہ ہے۔ مفردات سے کہیں ابتر حالت "مرکبات" کی ہے۔ ایک ہی بوتل ہے۔ جس میں سے شربت انار بھی انڈیلا جا رہا ہے اور شربت بنفشہ بھی ایک قرابہ ہے۔ جس سے عرق بادیاں بھی نکالا جا رہا ہے۔ اور عرق گلاب بھی۔ ایک ہی مرتبان ہے۔ جس سے خریدار کو جوارش جالینوس بھی دیجاتی ہے۔ اور جوارش کمونی بھی۔ ان حالات میں مریضوں کا خدا ہی حافظ ہے۔ (ماخوذ)

وصیتیں

۴۹۴۱۔ منکہ مولا بخش ولد قطب الدین قوم آرائیں پیشہ زمینداری عمر ۷۴ سال تاریخ بیعت صحابی ۱۹۰۷ء ساکن بستی شادیوال گوکھووال ڈاکخانہ احمد پور لمہ ضلع رحیم یار خاں ریاست بہاولپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ ۱/۳۸ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری اسوقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ نقد رقم مبلغ ۱۷۰۰ روپیہ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں ہے۔ بلکہ زمیندارہ آمدنی پر ہے۔ جو کہ سالانہ قریباً ۲۰۰/-/- روپے ہے۔ میں تا زیست اپنی سالانہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ اس جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ (نوٹ) اس کے علاوہ ۱۷۸/-/- روپے کے مال مویشی میرے پاس ہیں۔ کل جائیداد ۱۸۷۸/-/- روپے ہے۔ العبد:۔ مولا بخش بقلم خود۔ گواہ شد:۔ برکت علی احمدی ساکن بستی شادیوال گوکھووال۔ گواہ شد:۔ اسد اللہ خاں بقلم خود کارکن صدر انجمن احمدیہ۔

۴۹۴۲۔ زینب بی بی المعروف جیواں زوجہ ماسٹر ولی محمد صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ساٹھ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۰ء ساکن جھجہ والی ڈاکخانہ رولی ضلع لدھیانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ ۱۲/۳۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔ میری جائیداد مندرجہ ذیل زیورات پر مشتمل ہے۔ نگہ یا بگتیاں اور ڈنڈیاں طلائی قیمت تقریباً ایک سو پچاس روپے اس کے ۱/۵ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ جو کہ مبلغ تیس روپے نقد ادا کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اسکی بھی وصیت حسب مندرجہ بالا کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میرا مبلغ تیس روپے مہر تھا۔ جو میں اپنی ذات پر خرچ کر چکی ہوں۔ العبد:۔ نشان انگوٹھا موصیہ زینب بی بی۔ گواہ شد:۔ نور محمد اور سیر محلہ دار الرحمت حقیقی برادر ماسٹر ولی محمد خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ عبد العزیز بی۔ اے بھتیجا موصیہ۔

۴۹۴۳۔ محمد الدین ولد میر محمد جمال صاحب قوم میر پیشہ ملازمت پٹواری مال عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن موضع ترگڑی ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ ۱۲/۳۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں ابوقت میری ماہوار آمد مبلغ بیس روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا آٹھواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میری جسقدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے چھٹے حصہ (۱/۶) کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ العبد:۔ محمد الدین پٹواری مال دفتر بندوبست آشیانہ بلڈنگ لاہور۔ گواہ شد:۔ نواب دین سکرٹری مال جماعت احمدیہ لاہور۔ گواہ شد عبد العزیز مغل بیرون دہلی دروازہ لاہور

۴۹۴۴۔ منکہ ڈاکٹر شیخ غلام حیدر ولد شیخ عبد الغفور صاحب قوم شیخ پیشہ ڈاکٹری عمر ۶۴ سال تاریخ بیعت ۳۳ء سکنہ لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ ۱۱/۳۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ ایک پختہ مکان جو کہ ساڑھے پانچ مرلہ کا ہے۔ واقعہ فلیمنگ روڈ جسکی اندازاً قیمت دس ہزار روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اسی جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ تین سو روپیہ کے قریب ہو جاتی ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر کوئی روپیہ میں ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں۔ تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ العبد:۔ غلام حیدر بقلم خود غلام حیدر سٹریٹ فلیمنگ روڈ لاہور۔ گواہ شد:۔ اکرام حیدر پسر موصی لاہور گواہ شد:۔ بشیر احمد ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ لاہور

۴۹۴۵۔ منکہ حمید احمد ولد محمد اسماعیل قوم باجوہ پیشہ ملازمت مدرسی عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۲۷ء ساکن چک ۹۹ شمالی ڈاکخانہ سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳ ۱۲/۳۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ کہ میں اس وقت ۲۸/-/- روپے ماہوار کا مدرس ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ میں اپنی آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ جو میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کو تا ملازمت ادا کرتا رہوں گا۔ نیز میری وفات پر جو بھی میری جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ اگر اس عرصہ میں میں کوئی رقم بطور حصہ جائیداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید لے لوں۔ تو اسی قدر رقم منہا کر کے باقی کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ العبد:۔ حمید احمد مدرس مڈل سکول ہنڈیوالی ضلع سرگودھا۔ گواہ شد:۔ غلام محمد امیر جماعت احمدیہ چک ۹۹ شمالی سرگودھا بقلم خود۔ گواہ شد:۔ سلطان احمد بقلم خود سکرٹری جماعت احمدیہ چک ۹۹ شمالی سرگودھا۔

۴۹۴۶۔ منکہ بستان بی بی بیوہ چودھری عبد اللہ خاں صاحب مرحوم قوم پڈھار جٹ پیشہ زمیندارہ عمر پچاس سال ساکن موضع ادرحماں ڈاکخانہ بھابڑا ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ ۱۱/۳۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔ اس وقت میری جائیداد بالیاں طلائی وزنی چار تولہ قیمت اندازاً ایک سو بیس روپے اور کنگن قیمتی اندازاً چالیس روپے ہے۔ میں اس کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور چندہ شرط اول اور اعلان وصیت کے علاوہ اپنا حصہ وصیت مبلغ بیس روپے اسی وقت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کراتی ہوں۔ اور وصیت کرتی ہوں۔ کہ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد میری ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ بستان بی بی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد میاں خدا بخش امیر جماعت احمدیہ ادرحماں گواہ شد:۔ محمد حیات پسر موصیہ ادرحمہ

ضروری درخواست

اخبار فاروق ایسے احباب کی خدمت میں بھی ارسال کیا جاتا ہے۔ جو اس کے خریدار نہیں ہیں۔ وہ دوست حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کی تحریک متعلق خریداری فاروق پڑھنے کے بعد امید ہے۔ کہ فاروق کی خریداری منظور فرما کر حضور کی خوشنودی اور سلسلہ کے اخبار کی امداد کا ثواب حاصل کریں گے۔ ۲۸ جنوری کا پرچہ ان کے نام وی۔ پی بھیجا جائیگا۔ اگر وہ خریداری منظور نہ کریں۔ تو بواپسی دفتر فاروق میں اطلاع دیدیں۔ (مینیجر فاروق)

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء اللہ خاں مولوی فاضل پرنٹر کے چھپوا کر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)